اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / آٹھواں اجلاس (چھٹی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعۃ المبارک مورخہ 25/اکتوبر 2024ء بمطابق ۲۱/ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	13
3	رخصت کی درخواستیں	20
4	قرارداد نمبر 24۔	20
5	قرارداد نمبر 28۔	22
6	قرارداد نمبر 29۔	26
7	قرارداد نمبر 30۔	30

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعۃ المبارک مورخہ 25/اکتوبر 2024ء بمطابق ۲۱/ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ۔

بوقت سہ پہر 03 بجکر 25 منٹ پر زیر صدارت جناب خیر جان بلوچ، چیئرمین،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب چیئرمین: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡۤ اُعِدَّتۡ لِلۡکٰفِرِیۡنَ ۚ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۚ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَجَنَّۃٍ عَرۡضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ ۙ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ۙ﴿۱۳۳﴾ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۚ﴿۱۳۴﴾

﴿پارہ نمبر ۴ سُوۡرَۃُ آلِ عمران آیات نمبر ۱۳۱ تا ۱۳۴﴾

ترجمہ: اور بچو اس آگ سے جو تیار ہوئی کافروں کے واسطے۔ اور حکم مانو اللہ کا اور رسول کا تاکہ تم پر رحم ہو۔ اور دوڑو بخشش کی طرف اپنے رب کی اور جنت کی طرف جس کا عرض ہے آسمان اور زمین تیار ہوئی ہے واسطے پرہیزگاروں کے۔ جو خرچ کئے جاتے ہیں خوشی میں اور تکلیف میں اور دبا لیتے ہیں غصہ اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو اور اللہ چاہتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔ صدق اللّٰہ العظیم۔

جناب چیئرمین: جَزَاکَ اللہ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ وقفہ سوالات۔ وقفہ سوالات کے حوالے سے میر زابد علی ریکی صاحب۔ جی میر صاحب۔

میر جہانزیب مینگل: جناب چیئرمین صاحب! مجھے ایک ضروری بات point of public of importance. پر کرنی ہے جو کہ بہت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: جی میر صاحب! بولیں۔

میر جہانزیب مینگل: جناب چیئرمین! قومی اسمبلی میں ہمارے قائد سردار اختر مینگل صاحب کے ساتھ جو اُن کی بے عزتی کی گئی، اُن کو دھکے دیئے گئے اور اُلٹا ہمارے قائد سردار اختر مینگل پر ایک جھوٹی FIR کاٹی گئی۔ جس سمیت مَیں بھی آپ کے سامنے ایک دہشتگرد بات کر رہا ہوں۔ جو مجھ پر بھی دہشتگردی کی FIR کاٹی ہے۔ جناب اسپیکر! ہمارے یہاں تو آپ لوگ لالا کے اُن کو عزت بخشتے ہیں۔ اُن کو ٹوپیاں چادریں پیش کرتے ہیں اور ہمارے ایم پی ایز کو وہاں کے دروازے سے اندر گھسنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس مسئلے پر بلوچستان کے حالات صحیح نہیں ہونگے۔ بلوچستان کے حالات بدتر ہوتے جائیں گے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ دوست سب میرے ساتھ اس پر متفق ہو کے بات کریں۔ جناب! ہماری عزت پنجاب میں کچھ نہیں ہے۔ آپ لوگ جتنے لا کے بٹھا دیں اُن کو ٹوپیاں پہنا دیں لیکن وہی ہوگا کہ بلوچستان کے چاہے مَیں ایم پی اے ہوں چاہے جو ہوں، اُن کی عزت نہیں ہے۔ تو اس کی مَیں پرزور مذمت کرتا ہوں کہ میرے قائد پر جو جھوٹی FIR کاٹی گئی ہے اور میرے دو ساتھی اختر حسین لانگو جو سابق ایم پی اے ہے اُن کو ہتھکڑیاں لگا کے پیش کیا۔ کس قانون میں سابق ایم پی اے کو آپ نے ہتھکڑی لگائی اُس نے کون سی دہشتگردی کی ہے۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین: جی۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! ہمارے ساتھی نے بات کی ہوئی ہے، واقعی موجودہ ایم پی اے جہانزیب صاحب ان کے اوپر بھی FIR کاٹی ہوئی ہے۔ سر! سردار اختر صاحب ہمارے بلوچستان کے سردار ہیں، یہ جو FIR ہوئی ہے جناب چیئرمین! صاحب بالکل ناجائز ہوا ہے۔ اُس کے اور ہمارے سابق ایم پی اے اسی اسمبلی میں تھے۔ پہلے بھی میں نے اس بات کا ذکر کیا ہوا ہے کہ سردار صالح بھوتانی کی مثال مَیں نے اسی اسمبلی میں دی۔ پھر واک آؤٹ ہوا۔ چیئرمین صاحب! اس طرح جو بھی ہو کل ہم ہیں پرسوں کوئی اور ہے ایم پی اے ہیں، ایم این اے ہیں سردار وغیرہ ہیں۔ اس طرح وہاں جو الزامات FIR میں لگائے تھے کہ وہ اسلحہ لیکے اسمبلی میں آیا ہے۔ یہ بالکل مَیں نے کل رات کو سردار اختر جان صاحب سے بات کی۔ دبئی میں تھا کہتا ہے کہ حاجی صاحب! میرا وہاں raid ہوا ہے۔ مَیں نے وہاں بات کی ہے ،مَیں نے خدانخواستہ اسلحہ یا کوئی اور چیز، وہاں سیکورٹی ایسا ہوا ہے کہ مَیں نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی ہے کہ میرے خلاف

FIR کاٹی ہو ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اس کی مَیں اپنی طرف سے پرزور مذمت کرتا ہوں۔ سردار اختر صاحب بلوچستان کے سردار ہیں۔ باقی جہانزیب صاحب ہمارے ایم پی اے ہیں ان کا نام اور سابق ایم پی اے اختر حسین لانگو اور باقی لوگوں کے نام FIR کاٹی ہوئی ہے۔ گورنمنٹ اس طرح کا رویہ ہمارے ساتھ کررہی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال سے اس طرح کا یہ رویہ نہیں چلے گا۔

جناب چیئرمین: جی رحمت صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: جناب چیئرمین! مَیں بحیثیت ممبر اسمبلی بلکہ اپنی پارٹی کی طرف سے اس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں سردار اختر جان مینگل اور اُن کے ساتھیوں پر FIR بلکہ مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو message دیا جارہا ہے بلوچستان کے عوام کو، یہ اچھی بات نہیں ہے۔ آپ ایک سابق وزیراعلیٰ اور وہ دو دفعہ ایم این اے رہ چکے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ہمارے ساتھی اختر حسین لانگو اور موجودہ ایم پی اے میر جہانزیب مینگل پر جو FIR ہوئی ہے۔ دیکھیں! اِن FIR سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا بلکہ مَیں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں جو ایک ایشو ہے یا ملک میں جو سیاسی مشکلات ہیں اُن کا حل FIR نہیں ہے، اُن کا حل یہ قابل نفرت عمل نہیں ہے، بلکہ پیار و محبت، سیاسی گفت و شنید اور سیاسی ایشوز کو گفت و شنید اور ٹیبل ٹاک کے ذریعے حل کیا جاتا ہے بجائے کے ڈنڈے کے زور پر یا بلیک میلنگ پر۔ مَیں سمجھتا ہوں اس سے ملک کے حالات بدتر ہونگے۔ آج بلوچستان میں جو نفرت کی آگ جل رہی ہے وہ آپ کو تیل چھڑکنے کے مترادف ہے۔ کہ ایک سیاسی جماعت کے سربراہ اور وہ وزیراعلیٰ رہے ہیں اُنہوں نے اس ملک کے تمام اداروں کی فعالیت کے لئے جو کردار ادا کئے ہیں مَیں سمجھتا ہوں کہ ان چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ قابل نفرت عمل ہے کہ FIR کرنا یا ایک سابقہ ایم پی اے کو ہتھکڑی لگانا، میرے خیال سے مَیں نہیں کہوں گا کہ آج اُس پر اور کل ہم پر بھی آئیگا۔ سیاسی مشکلات میں سب پر آتے ہیں کہ قید و بند، جیل لیکن ایسے کام جو عام عوام اور عام لوگوں سے اور سیاسی لوگوں سے جنگ کرنا یا اُن سے مقابلہ کرنا یہ ملکی اداروں کے لئے اور خاص کر بلوچستان میں جو یہاں جو بے چینی ہے ایک غیریقینی کیفیت ہے اس طرح کا غیریقینی صورتحال میں آپ کے youngster ریاست سے سیاسی جماعتوں سے پارلیمانی سیاست سے دُور بھاگ رہے ہیں۔ سردار اختر جس طرح بھی ہیں کم ازکم اس ملک کے پارلیمانی سسٹم میں کردار ادا کررہے ہیں۔ ایک جمہوری اختلاف یا سیاسی اختلاف رائے، چیزوں کی اصلاح کرسکتے ہیں، سیاسی اختلاف رائے پر میرے خیال سے قدغن لگانا کہیں نہ جمہوریت کی زینت ہے نہ جمہوریت کی خوبصورتی ہے اور نہ ڈیموکریٹک فورسز میں یہ قابل عمل ہے۔ اس لئے جناب اسپیکر! ہم جہانزیب صاحب کے ساتھ بھرپور انداز میں ہمدردی کرتے ہیں۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت اس مسئلے کو سیاسی گفت و شنید کے ذریعے حل کرے اور فوری طور پر یہ FIR ختم کردے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی اچکزئی صاحب۔ جی بولیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جناب چیئرمین! جس طرح ہمارے بھائی نے یہ ذکر کیا سردار اختر جان صاحب کی۔میں اپنی پارٹی کی طرف سے اور اپنی طرف سے اس کی مذمت کرتا ہوں اور حقیقت میں ہمارے ملک میں اس طرح کے بہت سے کیسز ہوئے ہیں مختلف مرحلوں میں مختلف طریقوں سے فورتھ شیڈول میں نام ڈالے جاتے ہیں اور FIR درج ہوتی ہے۔حالانکہ پاکستان کا ایک قانون ہے ایک آئین ہے۔اُس آئین کے تحت ایک لیڈرشپ ہوتی ہے قوم کیلئے اپنے زندگی کو serve کرتے ہیں، جیلیں کاٹتے ہیں، شہادتیں دیتے ہیں۔تو سردار صاحب یہ نہیں ہے کہ ایک ایسے آج کے کوئی آدمی ہیں یا کل پیدا ہوئے ہیں۔ان کے پورے خاندان، اُن کے والد صاحب لے کے یہاں پارٹی تک اُنہوں نے صوبے کے لئے یہاں کے عوام کے لئے قربانیاں دی ہیں، یہاں کے حقوق کی بات کی ہے۔آئین اور قانون یہ کہتا ہے کہ جب FIR ہوتی ہے تو پہلے اُس کی تحقیقات ہونی چاہیے کہ آیا یہ سچ ہے یا جھوٹ ہے یا پھر اُن کو دیکھتے ہیں کہ کون FIR کررہا ہے اور کس مقصد کیلئے کررہا ہے۔تو ایک تفتیش کے بعد پھر FIR کٹ جاتی ہے۔ہماری طرف ابھی بھی وہی پرانی روایات چلتی ہیں۔نہ کوئی لیڈرشپ کا خیال رکھتا ہے نہ کوئی قبائلی چیف کا خیال رکھتا ہے،مَیں کہتا ہوں کہ ایک عام ورکر کے خلاف بھی اگر کوئی FIR ہو تو اُس کی بھی تحقیقات ہونی چاہیے۔پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ جی آپ تھانے جا کے کہ جی فلاں نے میرا قتل کیا ہوا ہے۔تو کیا کل مَیں آپ کے خلاف جاؤں گا کہ جی ہمارے چیئرمین صاحب نے ہمارا قتل کیا ہوا ہے تو بس FIR کٹ جائیگی یہی تو غلط طریقہ ہے۔چلو وہ تو عام لوگوں کے ساتھ بھی نہیں ہونا چاہیے۔پھر ایک لیڈرشپ جو یہاں کے وزیراعلیٰ رہ چکے ہیں، یہاں کے ممبر رہ چکے ہیں قومی اسمبلی میں اُنہوں نے اپنی خدمات دیئے ہیں۔مَیں تو کہتا ہوں کہ اس طرح صوبے کے عوام میں یا کم از کم اُس پارٹی کے ورکر کے دل میں ایسی ایک بھڑاس آجاتی ہے کہ جی اگر ہماری لیڈرشپ کے ساتھ یہ ہوسکتا ہے تو پھر میرے ساتھ کیا ہوگا۔تو ہمیں مِل کے، مَیں وزیر علیٰ صاحب سے خود یہ request کرتا ہوں کہ کم از کم اسکی تھوڑی سی تحقیقات ہونی چاہیے کہ ہتھکڑیاں کیوں لگتی ہیں کس مقصد کے لئے لگتی ہیں؟ اِس اسمبلی میں کسی ممبر کو گورنمنٹ کو کوئی مطلوب ہو یا اس پر کوئی کیس آرہا ہو تو اسپیکر سے اجازت لیتے ہیں۔قومی اسمبلی اور سینٹ کے بھی یہی رولز ہیں۔اور ایک منتخب نمائندہ چاہے وہ قومی اسمبلی کا ہو یا سینیٹ کا ہو، جنہوں نے ہزاروں ووٹ لئے ہوں اپنے حلقے سے، تو ان کو کیسے اس طریقے سے اس کو FIR میں لانا اور اس کا نام FIR میں درج کرنا۔ہوسکتا ہے، غلطی ہوتی ہے، ہوسکتا ہے کچھ ہو۔لیکن اس طرح پھر عوام تک کیا میسج پہنچتا ہے؟ ایک عام ورکر تک بلوچستان کے ایک عام آدمی تک کیا آواز پہنچے گی کہ جی فیڈرل کیا کررہا ہے ہمارے ساتھ یا گورنمنٹ کیا کررہی ہے؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم تو اس کی مذمت کرتے ہیں۔اور اس کی تحقیقات ہونی چاہئے۔ہمارے جو سی ایم صاحب ماشاءاللہ ایک ٹرائبل چیف بھی ہیں،

انکا پولیٹیکل کردار بھی ہے۔تو اس پر خصوصاً توجہ دینی چاہئے کہ یہ مسئلہ کیا ہے اور کیوں ہوا ہے؟ تو یہ ہماری پارٹی اور ہم سب اِن کے ساتھ اکھٹے ہیں۔ ہماری پارٹی اور ہم انکے ساتھ رہے ہیں ہم نے ایک جدوجہد کی ہے اس صوبے کے لئے، نیب سے لے کے آج تک چاہے وہ نیشنل پارٹی ہے چاہے جمعیت ہے، مفتی محمود صاحب چاہے وہ بزنجو صاحب تھے یا سردار عطاءاللہ مینگل صاحب تھے، اس صوبے کے لئے ہم نے خدمات دی ہیں، یہاں کے حقوق کے لئے ہم لڑے ہیں، ساحل ووسائل کے لئے لڑے ہیں اور لڑتے رہیں گے۔تو اِس FIR پر کم از کم کچھ تحقیقات ہونی چاہئے اور یہ FIR ختم ہونی چاہئے۔thank you

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جماعت اسلامی کی طرف سے مَیں اس واقعے کی جو اسلام آباد میں سردار اختر مینگل صاحب اور سابق ایم پی ایز کے ساتھ جو ہوا ہے جو اسلام آباد میں جمہوریت کے چیمپیئن کی موجودگی میں، جو کہتے ہیں جمہویت کے ہم بانی ہیں، ہماری وجہ سے جمہوریت ہے، ہم نہ ہوتے تو پتہ نہیں ملک میں کیا ہوتا، اُنکی چیمپیئن کی موجودگی میں سیاسی کارکنان کے خلاف جعلی FIR بنانا، ایک قومی قیادت کے ساتھ یہ رویہ، جماعت اسلامی اس کی شدید مذمت کرتی ہے۔

جناب چیئرمین: میر صاحب! آپ کوئی کمیٹی بنادیں، اُن کو بھیج دیں، حکومتی بینچز سے کوئی دوست جائیں۔ جی میر صاحب۔

جناب برکت علی رند(پارلیمانی سیکرٹری برائے وزیراعلیٰ): 250بارڈر گوادر اور چیدگی بارڈر، پنجگور اور تفتان بارڈر اس وقت بند ہیں،لوگ legally وہاں مال import کرتے تھے۔ وہاں سے LC کا مسئلہ بن گیا ہے۔ ابھی نیا کلکٹر جو آیا ہے، اُنہوں نے LC مانگے، اور وہ LC نہیں دے سکتے ہیں پابندیوں کی وجہ سے۔ پہلے mport ہوتا تھا اُسی طرح سے import کی اجازت دی جائے تاکہ لوگوں کا مال کلیئر ہوجائے۔ابھی تقریباً ہزاروں کے حساب سے مندرد یگ بارڈر اور مند 250بارڈر، گوادر 250 بارڈر، یہ تفتان بارڈر اور یہ چیدگی بارڈر اس وقت بند ہیں۔سارے لوگوں کا وہاں کروڑں اربوں کا مال ہے وہاں گاڑیاں کھڑی ہیں۔سی ایم صاحب سے ہم request کرتے ہیں کہ کلکٹر صاحب سے کہیں تاکہ اِس وقت یہ جو مال وہاں پڑا ہوا ہے اِن کو اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: میں اپوزیشن کے دوستوں کو اسمبلی واپس آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے وزیراعلیٰ: تاکہ لوگوں کا یہ مال وہاں پہنچ جائے۔اور ہم request کرتے ہیں سی ایم صاحب سے تاکہ اس معاملے کو جلد از جلد کوشش کریں حل کروائیں۔ جی ہم کیبنٹ کا حصہ ہیں بالکل مگر اِس چیز کو ہم یہاں لانا چاہتے ہیں تاکہ کلکٹر صاحب وہ کریں دوسرا سوراب اور مند کیپار بارڈر کو جلد از جلد کھولا جائے۔ کیونکہ وفاقی گورنمنٹ

نے اجازت دی ہے۔اور سی ایم صاحب سے ہم request کرتے ہیں تاکہ وہ ڈی سی سے کہیں تاکہ یہ بارڈر کو فنکشنل کریں تاکہ جلدازجلد یہ بارڈر کھل جائیں تاکہ لوگوں کا کام شروع ہو جائیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب چیئرمین! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی رحمت صاحب۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب چیئرمین صاحب! یہ قائد ایوان کی موجودگی میں بلکہ اسمبلی میں یہ point raise ہوا ہے یہ ایک انتہائی گھمبیر اور اہمیت کا حامل یہ ایک مسئلہ ہے جو کہ حاجی برکت صاحب بات کر رہے تھے مَیں اِسی ایشو پر بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ہم بارڈر ایریا میں رہتے ہیں اور مَیں neighbour district میں ہوں بلکہ آپ گوادر سے لیکر منداور ماشکیل،تفتان تک آئیں یہ تمام بارڈری پٹی ہے، even آپ چمن تک جائیں۔ جناب چیئرمین! آج بارڈر کی بندش پر چالیس لاکھ لوگوں کو زوراور زبردستی بیروزگار کیا گیا ہے۔ پہلے تو یہ تھا کہ جی یہ سمگلنگ ہے بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ یہ پورے ریجن میں جائیں چاہے مکران ہے، چاہے رخشان ہے، بلکہ آپ حب چوکی سے لیکر قلعہ سیف اللہ تک اور پھر بولان سے لیکر آپ گوادر تک جائیں اس پورا ایریا میں ذریعہ معاش کچھ نہیں ہے اور کوئی روزگار کے ذرائع نہیں ہیں، کوئی انڈسٹری نہیں ہے اور یہاں جتنے پراجیکٹس ہیں جو کام کر رہے ہیں، آپ تمام پروجیکٹس میں جائیں، even کہ آپ حب چوکی جو کہ ایک انڈسٹریل زون ہے آپ وہاں جائیں۔ اِس اسمبلی نے کئی دفعہ قراردادیں پاس کی ہیں کہ کم ازکم حب چوکی کے انڈسٹریل ایریا میں لوکل بندوں کو ترجیح دی جائے۔لیکن وہاں غیر مقامی بندے زیادہ ترجیحات میں ہیں۔ یہاں بھی بلوچستان میں جتنے پروجیکٹس ہیں،اب لوگوں کا ایک خودساختہ روزگار ہے جو ایران بارڈر سے وابستہ ہے اس کو بند کرنا میں کہتا ہوں کہ عوام کے ساتھ سراسر ناانصافی اور دشمنی ہے ایک انسان کش پالیسی ہے۔ آپ یقین کریں ایک پک اَپ گاڑی زمیاد گاڑی چلتی ہے، اس گاڑی کے پیچھے کم ازکم چالیس سے پینتالیس بندے اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔ پھراسی طرح یہ بارڈر کے کاروبار کو verification کا ٹوکن یا اسٹیکر پر convert کر دیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ اسی بندے کا verification ہو۔لیکن اس کو اس طرح convert کیا کہ آج بھی میں آپ کو ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ جو لوگ رجسٹرڈ ہیں یا verified ہیں وہ گاڑیاں اُنکے لئے بند ہیں لیکن جو خاص دست راست یا کیا بولتے ہیں، راتوں رات ان کے بارڈر چل رہا ہے۔ اب عام عوام کے دلوں میں آپ یقین کریں ایک نفرت ہے۔ ویسے ہی اس صوبے کے حالات بدامنی، دہشتگردی مشکل صورتحال یہ اجازت ہی نہیں دیتی ہے کہ آپ پورے بارڈر ایریا کے لوگوں یا بلوچستان کے لوگوں کو دیوار سے لگائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پھر یہ اس کو بند کرنا تین تین دن، ابھی سننے میں یہ آرہا ہے یہ اب ہفتے میں چار دن بند ہوگا۔ یہ سیدھا سیدھا لوگوں کو نفرت کی طرف دھکیلنے کے مترادف ہے۔ گو کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ملک میں

معاشی صورتحال، لیکن بات یہ ہے کہ لوگ جب بھوک سے مر رہے ہیں۔ آپ انٹرنیشنل اداروں کی رپورٹ لے لیں کہ آپ غربت کی لکیر سے نیچے اتنے آ گئے ہیں کہ بلوچستان میں ایک وقت کا کھانا لوگوں کو میسر نہیں ہے۔ تو لوگ کہاں جائیں یا تو بہتر یہی ہے کہ سیدھا سیدھا آپ بارڈر ایریا کے لوگوں پر بم گرا دیں اور ان کو ختم کر دیں یا اُن کو جینے کا حق دے دیں۔ اُن کو زندہ رہنے کا حق دیں۔ آج اگر ہم دیکھتے ہیں ہمارے پاس جو ایگریکلچر ہے۔ ایگریکلچر اور لائیو اسٹاک ہمارا بنیادی روزگار ہے ایک ہمارا بنیادی روزگار سمندر ہے فشنگ ہے۔ آج سمندر بھی قبضہ مافیا کے ہاتھوں یرغمال ہے آج زراعت میں بھی ہم نے کوئی ایسی خاطر خواہ کام نہیں کیا ہے کہ ہم ایگریکلچر کو پروموٹ کریں اور اپنے لوگوں کو روزگار دیں یا لائیو اسٹاک میں ہم نے مالداروں کو ایک زرہ بھی مدد نہیں دی ہے۔ صرف ہم نے کاغذی حد تک کام کئے ہیں۔ تو آج صورتحال انتہائی گھمبیر ہے لوگ مشکلات کا شکار ہیں اور ہم تمام سیاسی جماعتیں جو بارڈر کے کاروباری لوگ ہیں یا لوگ روزگار کرتے ہیں ہم اُن کے ساتھ دیں۔ میں مطالبہ کرتا ہوں وزیر اعلیٰ صاحب سے کہ اس بات کو سیریس لیں۔ یہ بات انتہائی گھمبیر شکل اختیار کرے گی۔ مَیں تمام ایم پی ایز اور سیاسی جماعتوں سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس بات پر آپ لوگ متفق ہو جائیں تاکہ روز بروز ایک congested ماحول اور اس طرح کے حالات وصورتحال پیدا کی جا رہی ہے اِس سے لوگوں کا دم گھٹ رہا ہے لوگ ہل نہیں سکے ہیں۔ اب اس طرح پابندیاں لگا دی ہیں کہ پنجگور کی گاڑیاں خاران نہیں آ سکتیں، واشک کی گاڑیاں سوراب نہیں آ سکتیں۔ سوراب کی گاڑیاں لسبیلہ نہیں جا سکتیں۔ اور آواران کی گاڑیاں تربت نہیں جا سکتیں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ ایک صوبے کے اندر جہاں لوگوں کو پہلے سے بیروزگاری نے مارا ہے لوگوں کے دلوں میں پہلے سے ایک نفرت ہے لوگوں کے دلوں میں پہلے سے بداعتمادی اور غیر یقینی صورتحال ہے پھر اُن پر اِس طرح ایک فیصلہ تھوپنا جس پر لوگوں کی زندگی اور survival کا مسئلہ ہے پھر لوگ کہاں جائیں۔ پھر یہ ظلم وستم ظریفی جناب اسپیکر آپ دیکھیں مند سوراب بارڈر، کیپکپار بارڈر، پنجگور میں جو نئے یہ بارڈر ہیں پنجگور even آپ کے واشک ضلع تفتان وفاقی حکومت کا ایک نوٹیفکیشن ہے کہ legal کاروبار کے لیے اِن کو کھولا جائے۔ ابھی تک اُس نوٹیفکیشن پر کوئی عملدرآمد نہیں ہے۔ اب کیا ہونے جا رہا ہے جو export, import، 1965ء سے start ہے چل رہا ہے قانونی حوالے سے، اب گاڑیاں لوڈ ہیں اُدھر بارڈر پر کھڑی ہیں اُن پر پابندی لگا دی ہے کہ جی، وہ legal طریقے سے tax collection ہوتی ہے باقاعدہ custom paid ہوتی ہے اور clear ہو کر پھر گاڑیاں ملک کے باقی شہروں میں جاتی ہیں، صرف یہاں بات یہ ہے کہ بلوچستان کے ساتھ جو اِس ملک میں مافیا بیٹھا ہوا ہے وہ export, import پر زیادتی کر رہا ہے۔ اُن کی جو shipment دبئی سے آتی ہے یہاں، even آپ سریا، سیمنٹ اور لُک کو لے لیں وہ یہاں ڈبل فائدہ کر کے دیتے ہیں جو ایران سے import ہو کر آتے ہیں اور سستے ریٹ پر ملتے ہیں۔ اور اِس سستے ریٹ پر قدغن لگا دی ہے۔ کیونکہ

بلوچستان کے بزنس مین برباد ہو جائیں۔ آج آپ چیمبر آف کامرس میں، مَیں وزیر اعلیٰ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ایک visit کریں۔ آپ بلوچستان کے جو ٹیکس یا ریونیو جنریٹ ہوتا ہے بلوچستان کے بارڈر میں export, import پر آپ اُس پر ضرور ایک بریفنگ لیں کہ آپ کی ملکی معیشت میں ایک بڑی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے یہ بات لیکن بدقسمتی سے صوبے کو لاوارث سمجھ کر آج کوئی سننے کو تیار نہیں ہے۔ یہ غلط پالیسیاں ہیں عوام سے جنگ کرنا عوام کو نفرت سے دھکیلنا عوام کا معاشی قتل کرنا نہ یہ عوام دوستی ہے نہ انسان دوستی ہے نہ ملک دوستی ہے نہ سرزمین کے ساتھ وفاداری ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ مشکلات ہیں درمیانہ راستہ نکالنا چاہیے اور اُس درمیانے راستے میں عام عوام کو ریلیف دے دیں۔ ویسے ہی یہ ملک دشمن وہ تو یہ چانس لینا چاہتے ہیں کہ ہم تمام کمزوریوں کو گن کر لوگوں کے سامنے رکھیں۔ آپ کے یہ سارے نوجوانوں کے، مَیں آج بھی آپ کو بتا رہا ہوں کہ سب سے زیادہ وہ نوجوان جو آپ کے لاہور، KPK کی پنجاب کی یونیورسٹیز اسلام آباد کی یونیورسٹیز سے جا رہے ہیں پہاڑوں پر وہ کس لیے باغی ہو رہے ہیں اُس میں دو چیزیں count ہوتی ہیں ایک یہاں سے جا کر وہاں کی environment and development ایک behaviour جو negative behaviour ہوتا ہے وہ نفرت کو create کرتا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ آج اِن دو چیزوں پر ہمیں سوچنا چاہیے۔ اور ہمیں بنیادی چیزوں کو address کرنا چاہیے اور اِن مشکلات کو عوام کے ساتھ مل کر بلکہ مَیں سمجھتا ہوں کہ next اگر سی ایم صاحب کے یہ جرگہ جو قلات میں ہوا ہے خضدار میں یا باقی اضلاع میں، جہاں جائے گا لوگوں کا ایک ہی مطالبہ ہوگا کہ ہمارا جو خود ساختہ روزگار ہے اُس کو بحال کیا جائے ہمیں کام کرنے دیں ہمیں اپنا پیٹ پالنے دیں ہمیں اپنے بچوں کو پڑھنے دیں۔ ہمیں ایک باعزت اچھی زندگی گزارنے دیں۔ تو مَیں سمجھتا ہوں کہ اِس ظلم کے خلاف آئندہ ہم اپنے لائحہ عمل دیں گے باقی دوست بات کریں گے مَیں اُمید کروں گا کہ سی ایم صاحب اِس مسئلے کو serious لیکر اِس کا درمیانہ حل نکالیں گے۔ thank you

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب چیئرمین: جی جی۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! ہمارے رحمت صالح بلوچ نے صحیح بات کی ہے بلوچستان کے ہر ضلع کے حوالے سے آپ کے سامنے آگاہی دی۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ بات پورے بلوچستان اِس ٹائم آپ کو دیکھ رہے ہیں جتنے عوام ہیں سب اِسی کاروبار سے منسلک ہیں۔ اِس میں آپ کا تربت، گوادر، پنجگور، واشک، خاران، نوشکی، چاغی جو یہ belt اِس بارڈر ایریا سے تعلق سے رکھتے ہیں اِن سب کے معاشی روزگار ہیں اِسی کاروبار اِسی سے منسلک ہے۔ کاش! مَیں اِس میں بیٹھا ہوں اِس میں میرے خیال سے تربت سے بھی ہمارے دو MPAs بیٹھے ہیں اصغر رند صاحب ہیں اور

واجہ برکت صاحب ہیں، وہ بھی ہمیں دیکھ کر اُٹھ کر اِسی پر بات کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمارے قائد ایوان صاحب بیٹھے ہیں یہ جو کر رہے ہیں وفاق کر رہے ہیں۔مَیں سی ایم بلوچستان صاحب سے request کرنا چاہتا ہوں کہ وفاق سے ہم جتنی پارٹیز ہیں، ایک مشورہ ہے، ہم جتنی پارٹیز ہیں اُن سے ایک ایک، دو دو سینئر پارلیمانی لیڈرز اُٹھا کر اسلام آباد میں جا کر وہاں پرائم منسٹر سے ملاقات کریں کہ یہ جو issue ہو رہا ہے یہ جو کاروبار آپ بند کر رہے ہیں وفاق آپ alternate کیا دے رہے ہیں، چلیں آپ یہ بارڈر بند کریں گے آپ کم سے کم عوام کو روزگار کی سطح پر alternate کیا دے رہے ہیں۔ یہاں نہ انڈسٹری ہے نہ ایگریکلچر ہے آپ کیا دے رہے ہیں اور آپ کے جو ساحل و وسائل ہیں چاہے گوادر ہے چاہے ریکوڈک ہے چاہے آپ کا سینڈک ہے یہ اسی طرح پڑے ہیں۔ اگر اِن میں سے ہزاروں بندوں کو جناب اسپیکر صاحب! روزگار کی مد میں دے دیتے تو آج کل کوئی پانچ دس ہزار کے لیے یا پک اَپ یا زمیاد یا کوئی پروبیکس ہے اِس پر بیٹھ کر اپنے بچوں کی خاطر پانچ چھ ہزار روپے کی خاطر دن کو دیہاڑی کر کے رات کو جا کر اپنے بچوں کے سامنے رکھ لیتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ کہاں کا انصاف ہے؟ بلوچستان میں یہی جو رویہ ہو رہا ہے پہلے جناب اسپیکر صاحب! پہلے ہفتے میں دو دن چھٹی تھی ابھی تین دن چھٹی ہے ابھی سُننے میں آ رہا ہے جناب اسپیکر صاحب میرے خیال سے Monday کو بھی بند کر رہے ہیں باقی رہ گئے تین دن اور دوسرے اِن لوگوں نے یہ کیا ہوا ہے جناب اسپیکر صاحب! پنجگور سے جو گاڑیاں آ رہی ہیں خضدار، وہ بھی نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ اگر تربت سے گاڑیاں جا رہی ہیں وہ بھی نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ اگر گوادر سے گاڑیاں گڈانی یا کوئی اور علاقے میں جائیں اُدھر بھی پابندی ہے۔ جیسے آپ کا چاغی کا اِسی طرح ہے نوشکی میں دیکھیں، نوشکی سے میرے خیال سے آگے جب کوئٹہ یا کانک کی طرف یہ بھی نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! خدارا اِس بلوچستان پر رحم کریں۔ وفاق کا رویہ بلوچستان کے ساتھ سراسر ظلم ناجائز ہو رہا ہے، یہ جو رویہ ہے ہم اپنے عوام کو نہیں چھوڑیں گے۔ ہم اپنے عوام کے ساتھ ہیں۔ عوام نے ہمیں نمائندہ کر کے بھیجا ہوا ہے بلوچستان اسمبلی میں، ہم اپنی آواز اسلام آباد کے کونے کونے ہر جگہ پہنچائیں گے کہ یہ جو رویہ آپ کر رہے ہیں ہم اِس کو نہیں مانیں گے، وفاق جو بلوچستان کے ساتھ کر رہا ہے ہم اپنا لائحہ عمل ایک دو دن میں طے کریں گے ہم اسمبلی سے باہر انشاءاللہ اپنا دھرنا بھی دیں گے باہر اپنے عوام کے ساتھ بیٹھیں گے ہم عوام سے ووٹ لے کر آئے ہیں۔ عوام کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو ووٹ دے کر بھیجا ہے۔ چلیں یہ ڈیزل پیٹرول بند کریں ابھی کم سے کم ہمیں آپ کیا دیں گے نہ نوکری ہمارے پاس ہے جناب اسپیکر صاحب نہ کوئی اور مراعات ہم اُن کو دے سکتے ہیں۔ نہ کوئی انڈسٹری ہے نہ ایگریکلچر کے حوالے سے کہ بھئی یہ ایگریکلچر کا بور اور سولر ہے جا کر آپ زمینداری شروع کریں یہ بھی ہمارے بس سے باہر ہے جناب اسپیکر صاحب۔

thank you

جناب چیئرمین: میرے خیال میں مولوی صاحب! آپ سب سے request ہے یہ کہ ابھی ایجنڈے کی طرف ہمیں آنا چاہیے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ ضروری ہے وہ سوالات ہیں اگر سوالات اگر نہ ہوں تو یہ issue نہیں ہے یہ جو بارڈر کا issue ہے جو ہمارے ساتھیوں نے بات کی برکت صاحب نے بات کی ہمارے دوستوں نے، مَیں کتنی دفعہ شروع دن سے آج آٹھواں سیشن شاید مَیں بار بار یہ بات کہہ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: کہ بارڈر کی بندش کا اگر وفاقی حکومت نے فیصلہ کیا ہے وفاقی حکومت کا یہ فیصلہ بلوچستان دشمنی پر مبنی ہے صاف الفاظ میں۔ اگر یہ وزیر اعظم صاحب کا فیصلہ ہے تو بلوچستان کے ساتھ دشمنی پر مبنی ہے سی ایم صاحب نے کہا کہ اِس پر ہم کمیٹی بناتے ہیں۔ دیکھیں وفاق میں دو پارٹیوں کی حکومت ہے ایک پیپلز پارٹی کی ایک مسلم لیگ (ن) کی۔ آیا یہ دونوں بلوچستان کی پارٹیاں، آیا یہ دونوں پارٹیاں۔۔۔(مداخلت)۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر آبپاشی): مولانا صاحب! آپکی درستگی کے لیے وفاق میں پیپلز پارٹی نہیں ہے حکومت میں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: صدر صاحب ہیں، صدر صاحب وفاق کی علامت ہیں۔ اور شہباز شریف کے ساتھ مَیں نے ہر وقت زرداری صاحب کو دیکھا ہے میٹنگ کر رہے ہیں۔ مَیں نے ہر وقت دیکھا ہے جب بھی کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو آصف علی زرداری صاحب۔۔۔

جناب چیئرمین: چلیں مولوی صاحب! اصل مسئلے کی طرف آئیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: دیکھیں! یہاں بھی بلوچستان میں بھی اگر بلوچستان میں بھی گورنر صاحب مسلم لیگ دونوں پارٹیاں۔ دونوں پارٹیاں بلوچستان پر واضح کر دیں کہ اگر وفاق میں یہ دونوں پارٹیاں بلوچستان دشمنی جو وفاقی حکومت کر رہی ہے کہ بارڈر بند ہوں تا کہ بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ دشمنی کریں۔ مَیں تو اِس کے لئے دشمنی کا لفظ استعمال کر رہا ہوں۔ کوئی بلوچستان کے مفاد میں یہ فیصلہ نہیں ہے۔ یہاں کے بلوچستان کے ساتھ دشمنی پر مبنی ہے وفاقی حکومت کا یہ فیصلہ۔ تو مَیں اِس کو دشمنی کہتا ہوں کہ اِس لیے ٹرالرز اب بھی ہیں مَیں سی ایم صاحب سے بار بار کہہ رہا ہوں۔ کل بھی ہمارے اورماڑہ میں ہمارے ماہی گیروں کے جہازوں کو نقصان پہنچا ہے۔ ہمارے سی ایم صاحب اجازت دیں خدا کی قسم ایوان میں مَیں کہہ رہا ہوں کہ اگر اِن ٹرالر والوں کی لاشیں سمندر میں نہیں گرائیں پھر مجھے بتاؤ۔ ہم حکومت کو موقع دے رہے ہیں وفاق کو موقع دے رہے ہیں اور فشریز کو موقع دے رہے ہیں کہ وہ ٹرالروں کو بھگائیں۔ بارڈر بند ہیں۔ سمندر میں ٹرالرز ہیں یہ تمام یہ بند ہیں رحمت صاحب کیا کریں، ہم احتجاج کرتے ہیں۔ ہم یہاں احتجاج کریں گے۔ وزیر اعلیٰ صاحب یہ

بارڈر کے حوالے سے واضح کر دیں اور ٹرالر کے حوالے سے واضح کر دیں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: بارڈر پر حکومت نے اپنی کوئی پالیسی نہیں دی ہے۔ انسان کُش پالیسیوں پر اُنہوں نے نظر ثانی نہیں کی ہے۔ ہم فی الحال ڈائس کے سامنے علامتی دھرنا دیں گے اور اُس کے بعد۔۔۔

جناب چیئرمین: قائد ایوان صاحب تشریف رکھتے ہیں یقیناً وہ اِس مسئلے پر سنجیدہ ہیں۔

(اِس موقع پر اپوزیشن اراکین اسمبلی آکر اسپیکر ڈائس کے سامنے علامتی دھرنا دیا)

جناب چیئرمین: قائد ایوان صاحب تشریف رکھتے ہیں یقیناً وہ اِس مسئلے پر سنجیدہ ہیں اور۔۔۔(مداخلت)۔

(اراکین بغیر مائیک کے بولے رہے)

جناب چیئرمین: جی جی سی ایم صاحب! مَیں سمجھتا ہوں۔ میری قائد ایوان سے گزارش ہے کہ اُن کو منانے کے لیے آپ کی حکومت کی طرف سے کوئی آئے، پھر ہم question، وقفہ سوالات کی طرف جائیں گے تاکہ اسمبلی کی کارروائی کو ہم smoothly چلا سکیں۔ آپ کوئی بھی بھیج دیں۔ مَیں نے کہا آپ اِن کو، جی جی سی ایم صاحب۔ آپ تشریف رکھیں ابھی وقفہ سوالات پر ہم آ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: وقفہ سوالات۔

جی جی۔ اب ہمارا جو دوسرا ایجنڈا ہے، دوبارہ اصل اُس ایجنڈے کی طرف ہم آجاتے ہیں جو وقفہ سوالات ہیں۔ جی میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 62 دریافت فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: Question No.62. ہے جناب اسپیکر صاحب۔

حاجی محمد خان لہڑی (پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

میر زابد علی ریکی: سلیم بھائی! آپ ایک دو بات تو کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن): پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

☆**62 میر زابد علی ریکی، رُکن اسمبلی:** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 26 جولائی 2024ء۔

کیا وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ؛

سال 25-2024ء کے بجٹ میں ضلع واشک کیلئے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی نئی اسکیمات شامل کی گئی ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اسکیم کا نام، پی ایس ڈی پی نمبر اور مختص شدہ رقم کی تفصیل دی جائے۔ نیز سال 25-2024ء کے بجٹ میں ضلع ڈیرہ بگٹی، ضلع خضدار اور ضلع ژوب کیلئے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی کل کتنی نئی اسکیمات شامل کی گئی ہیں اسکیم کا

نام، پی ایس ڈی پی نمبر اور مختص شدہ رقم کی مکمل تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: جواب موصول ہونے کی تاریخ 28 اگست 2024ء۔

جواب نفی میں تصور کیا جائے۔

میر زابد علی ریکی: سلیم بھائی! آپ نے ہمیں یہاں سے اُٹھایا کم سے کم ایک دو بات تو کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: آپ سوال سے مطمئن ہیں؟

میر زابد علی ریکی: سلیم جان۔نہیں سر! ہاں یہ ختم کریں گے ٹھیک ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں نے یہ ایک question کیا تھا 2024-25ء میں۔تو جواب میں یہ دیا ہے کہ اس کو نفی میں تصور کیا جائے۔ یہ کیوں نفی میں، وجہ کیا ہے؟ کیوں نہیں یہ تھا چھوڑیں سی ایم صاحب میں یہ پوچھتا ہوں کیوں نفی میں تصور کیا جائے؟ وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: میں آپ کو اِس کا جواب دے رہا ہوں ناں۔

جناب چیئرمین: جی جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: جناب چیئرمین صاحب! ہمارے دوست نے جو سوال کیا ہے کہ 2024-25ء میں واشک کے لیے کوئی بھی اگر سرکاری بلڈنگ ایکسائز کی طرف سے منظور ہوئی یا وہ شامل ہے کیونکہ ہم نے P&D کو already put-up کیا تھا اپنی سمری بھیج دی تھی لیکن اُنہوں نے ہمارے صرف دو ڈسٹرکٹس کے علاوہ کسی جگہ پر بھی کوئی بھی سرکاری بلڈنگ نہیں ہے کرایہ کے مکانات میں ہمارا ایکسائز کام کر رہا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ ہم سی ایم صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں next کیا میں ہم اپنا PC-I submit کریں گے۔ ہماری ضروریات ہیں یہ ہر ڈسٹرکٹ میں دفتر ہونا چاہیے۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! یہ بالکل ناانصافی ہے۔ وہ کہہ رہا ہے پورا بلوچستان میں دو۔ آپ مہربانی کریں منسٹر ہیں آپ یہ کر لیں پورا بلوچستان میں ہر ڈسٹرکٹ میں ایکسائز کا آفس کھولا جائے۔ آفس کھولنے کے بعد جناب اسپیکر صاحب! وہاں روزگار کے مواقع مل جائیں گے۔ کچھ بندوں کی appointment بھی ہوں گی اور محمد خان صاحب کہتے ہیں کہ میرے پاس آپ بھائی cabinet کا حصہ ہیں یہ آپ کا حق بنتا ہے 2024-25ء میں یہ سراسر ناجائز ہوا ہے آپ نے اِن ڈسٹرکٹوں کو، میں اِن ڈسٹرکٹوں کا نہیں، باقی جتنے ڈسٹرکٹ ہیں آپ نے سب کو ignore کیا ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: دیکھیں چیئرمین صاحب! ہم نے بھیج دی ہے اِنشاءاللہ تعالیٰ سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں next year میں انشاءاللہ تعالیٰ ہم اِس کو انشاءاللہ شامل کروائیں گے۔

جناب چیئرمین: جی۔میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 75 دریافت فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: جناب چیئرمین صاحب! یہ Question No.75

☆75 **میر زابد علی ریکی، رُکن اسمبلی:** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 29 جولائی 2024ء

کیا وزیر معدنیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے سال 2021ء سے سال 2024ء کے دوران آمون ماشکیل (لیتیم) کیمیکل نکالنے کیلئے مختلف کمپنیوں کو الاٹمنٹ دی گئی ہے۔اگر جواب اثبات میں ہے تو کل کتنی کمپنیوں کو الاٹمنٹ دی گئی ہے کمپنی کے مالک کا نام، ولدیت، شناختی کارڈ نمبر، مستقل پتہ، عارضی پتہ اور لوکل/ڈومیسائل کی مکمل تفصیل دی جائے۔اور لیتیم کیمیکل کل کتنے رقبے پر مشتمل ہے نیز آمونِ ماشکیل میں صوبہ کے لوکل کل کتنی کمپنیوں کو الاٹمنٹ دی گئی ہے کمپنی کے مالک کا نام، ولدیت، شناختی کارڈ نمبر، مستقل پتہ، عارضی پتہ اور لوکل کی مکمل تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر معدنیات: جواب موصول ہونے کی تاریخ 13 اگست 2024ء

سال 2021ء سے 2024ء کے دوران دو کمپنیوں کو الاٹمنٹ دی گئی ہے جن کے نام اور پتہ ذیل ہیں:

Exploration License .EL250

شانزی اٹلس انٹرنیشنل مائننگ لمیٹڈ کل رقبہ 417.45 اسکوائر کلومیٹر اجازت دینے کی تاریخ 22.09.2023

پتہ: آفس نمبر 15A-1,First Floor Taj Mehal near 6th Road Metro Station Murree Road Rawalpindi Pakistan.

حصہ دار۔

1۔ علی مسعود خاور ولد خاور مسعود مظہر شناختی کارڈ نمبر 72458-6102044-1

2۔ محمد عثمان خالد ولد خالد مسعود اظہر شناختی کارڈ نمبر 34202-9487086-5

ٹوٹل حصہ 50,000

i۔ فن یابین پاسپورٹ ED8138198 Chinese 47500 Shares

ii۔ علی مسعوخاور 2500 Shares

2۔ Reconnaissance License RL-21 اجازت نامہ۔ M/S Tharai Limited

پتہ Basement Oriented Plaza M.A Jinnah Road Quetta

مختص جگہ۔ 993.24 اسکوائر کلومیٹر اجازت دینے کی تاریخ 08.06.2023

حصہ دار۔

1۔ کامران شیخ ولد ممتاز احمد شیخ شناختی کارڈ 42301-7270711-7

پتہ۔ 32/2 Street N,Phase -4 DHA Karachi South Pakistan

علاوہ ازیں آمونِ ماشکیل میں صوبے کی لوکل کسی کمپنی کو الاٹمنٹ نہیں دی گئی ہے (انگریزی کاپی ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں)

میر زابد علی ریکی: فنانس منسٹر شعیب صاحب میرا خیال سے آئے ہیں یہ اُنہی کا ہے یہ معدنیات۔ نہیں آئے ہیں جناب! یہ question میرا ہے آمونِ ماشکیل ہے۔

جناب چیئر مین: اِس کا۔

میر زابد علی ریکی: جناب چیئر مین صاحب! یہ question منسٹر خود موجود ہو، یہ اہم point ہے۔

جناب چیئر مین: اِس کا written میں جواب آیا ہے۔

میر زابد علی ریکی: نہیں میری بات سنیں۔ written میں آیا ہے جناب اسپیکر صاحب! میں سب ہمارے جتنے colleagues ہیں میں سب کو یہ بتا رہا ہوں آمونِ ماشکیل ڈسٹرکٹ واشک کی ایک بڑی تحصیل ہے۔ اُس میں Lithium کے جو ذخائر وہاں ہیں اِسمیں مَیں کہتا ہوں منسٹر یہاں آجائیں۔ اِس میں لوکل بندوں نے apply کی ہوئی ہے۔ اِس نے بجائے لوکل بندوں کو ignore کر کے جناب اسپیکر صاحب! اِس نے ایسے بندوں کو دیا ہوا ہے۔ یہ میرے خیال سے اِس کا address بھی یہاں پر ہے۔ پتہ آفس 15 فرسٹ فلور تاج محل نیئر روڈ میٹرو اسٹیشن مری روڈ راولپنڈی۔ ابھی آپ اندازہ لگائیں تحصیل ماشکیل کا حق راولپنڈی کا بندہ یہاں پر آ کے الاٹمنٹ کر رہا ہے یہ کہا کا انصاف ہے جناب اسپیکر صاحب! مَیں اِس وجہ سے کہتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: میں ایک؟

میر زابد علی ریکی: نہیں، اِس طرح تو نہیں۔ یہ راولپنڈی سے آیا ہوا ہے۔ یہ بلوچستان کا بندہ یہاں الحمدللہ بلوچستان کے بندے آ کے apply کر لیتے یہ Lithium کو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ میرا سوال شعیب جان آئے گا یہ اُس سے متعلق ہے۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے منسٹر آ جائے۔

میر زابد علی ریکی: سر! جب تک ڈیپارٹمنٹ کا منسٹر نہیں آئے گا اِس کو مہربانی کریں defer کریں۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): گزارش ہے کہ ہمیں پاکستانی ہونے پر فخر ہونا چاہئے۔ ایک جگہ پر ایک آ کے apply کرتا ہے باضابطہ اِس کو اجازت دی جاتی ہے، یہ پاکستان ہے۔ ہم اِس کو کیوں تقسیم کریں؟ کیوں ایک علاقے تک؟ کل ایک ضلع کو، ایک ڈویژن کو، ایک تحصیل کو، ایک سب تحصیل کو پھر اس Level پر ہمیں دل بڑا رکھنا چاہیے۔ میرا گھر لاہور میں ہے تو پھر کل پنجابی اُٹھیں گے کہ جی ایک بلوچ سردار کا گھر لاہور میں کیوں ہے؟ سی ایم صاحب کا گھر اسلام آباد میں ہے تو کل وہ پنڈی کے لوگ اُٹھیں گے کہ جی اِس نے گھر کیوں بنایا ہے؟ نواب اسلم رئیسانی کی وہاں bullet proof گاڑیوں کا یہ ایک سسٹم ہے۔ تو کل وہ کہیں گے کہ جی یہاں پنڈی والوں کا یا اسلام آباد کے بندے کا ہونا چاہیے اِس کا کیوں؟ یہ پاکستان ہے یہ سب کی جان ہے سب کیلئے سانجھا ہے آپ اپنا دل چھوٹا نہ کریں مہربانی کریں۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے سردار صاحب! میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں تنگ نظری نہیں کر رہا ہوں۔ اِس الاٹمنٹ میں جناب اسپیکر صاحب! یہ Lithium اِس الاٹمنٹ میں ہمارے بلوچستان کے بندوں نے apply کی تھی آپ نے اُن لوگوں کو کیوں ignore کیا؟ سردار صاحب! first بلوچستان کا حق بنتا ہے بلوچستان کے اگر کسی نے apply نہیں کی چلیں پھر سندھ ہے، پنجاب ہے۔ آپ کے بلوچستان کے بندے apply کر رہے ہیں۔ آپ اُن لوگوں کو reject کر رہے ہیں۔ آپ راولپنڈی سے بندے لا رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب! سردار صاحب! یہ ناجائز ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: جناب چیئرمین!

میر زابد علی ریکی: یہ بالکل غلط ہے۔ نہیں سر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: جناب چیئرمین!۔۔۔

(اس موقع پر مائیک خراب ہوگیا)

جناب چیئرمین: اگلے مائیک پر آئیں آپ کی آواز نہیں آ رہی ہے میر صاحب! اگلے مائیک پر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! یہ ایسے ہوتا ہے کہ پہلے جو بھی مائنز کے لیے apply کرتا ہے وہ جا کے وہیں سے DC سے NOC لیتا ہے باقاعدہ اُس کا ایک اشتہار آتا ہے اخبار میں۔ اُس کے اوپر کوئی objection نہیں ہے اُس کے بعد مائنز کمیٹی ہوتی ہے پھر اِن کو الاٹ کیا جاتا ہے۔ ایک رولز کے مطابق اگر اِس کو الاٹ ہوئی ہے یا وہیں کا کوئی لوکل بندہ اِس کے ساتھ ہوگا کہ اسکو الاٹ allot کیا گیا ہے۔ یہ اِس طریقے سے ہوتے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: نہیں جناب اسپیکر صاحب! حاجی محمد خان صاحب کو پتہ نہیں ہے، لوکل بندے کوئی اِسکے ساتھ نہیں ہیں حاجی محمد خان صاحب آپ بالکل غلط بیانی کر رہے ہیں کوئی لوکل بندہ اس کے ساتھ نہیں ہے۔ بالکل میں اسکا آپکو proof دکھاتا ہوں جناب چیئرمین صاحب۔ جو رول کے مطابق ہے میں رول بھی سمجھ رہا ہوں۔ جیسا کہ محمد خان صاحب کہتے ہیں DC ہے وغیرہ ہے۔ اُس رول کے مطابق بلوچستان کے بندوں نے apply کی ہوئی ہے۔ خدارا یہ حق تو پہلے بلوچستان کے بندوں کو دے دیں اُس کے بعد جس کو دینا ہے دے دیں۔

جناب زرک خان مندوخیل: جناب چیئرمین صاحب! اس کا basically rule یہ ہے اگر جس نے پہلے apply کی ہوئی ہے اُس کو ملتا ہے وہ پھر اگر بلوچستان کا ہو یا پنجاب کا ہو یا کسی بھی صوبے سے تعلق رکھتا ہو، کسی بھی ضلع سے تعلق رکھتا ہو، اُس کو ملتا ہے۔ یہ مائنز کے رولز ہیں۔ تو زابد بھائی! یہ میرے خیال میں پہلے اِس نے apply کی ہوگی اُسی کو ملا ہوگا۔

میر زابد علی ریکی: نہیں نہیں جناب چیئرمین صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب چیئرمین! ایک منٹ۔ میں آپ کی Chair کو address کرتے ہوئے سی ایم صاحب کی طرح request کرتا ہوں، میر صاحب! آپ لوگوں کی باتیں تو اچھی ہیں بہت قانونی ہیں لیکن میں آپ کو آج بتا رہا ہوں کہ یہ تمام بلوچستان کے لوکل لوگوں کی مائنز کینسل ہو رہی ہیں۔ اور وہ غیر بلوچستانیوں کو مل رہی ہیں۔ آپ لوگ چیخیں گے ہماری کوئی مائنز نہیں ہے۔ دیکھیں ناں جو کچھ مائنز کے ساتھ ہو رہا ہے وہ اُس میں اُن کے بھیانک results آئیں گے۔ مَیں سی ایم صاحب! آپ سے request کروں گا۔ جب ریکوڈک دیا تھا تو یہ کہا گیا کہ ہم 7 ہزار jobs دیں گے۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ ریکوڈک کے آفس کو کراچی سے کوئٹہ تو منتقل کرلیں ناں۔ اگر یہ ہم مطالبہ کرتے ہیں تو یہ کون سی Anti-Pakistani بات ہیں جو ہم کر رہے ہیں کہ بھئی ریکوڈک کو یہاں لاؤ، یہاں کی مائنز پر پہلے یہاں کے لوگوں کا حق ہے۔ وہ رولز بھی میر صاحب! ہم نے پڑھے ہیں ان رولز کو بخوبی ہم جانتے ہیں۔ میں آپ کو بحیثیت بھائی کی آپ کی گورنمنٹ کے لیے بہت مشکلات ہونگی جب بلوچستانیوں کے تمام کے لیز کینسل ہونگے اور غیر بلوچستانیوں کے ملیں گے۔ سی ایم صاحب! میں آپ سے ایک گزارش کر رہا ہوں بدنیتی پر ہم نہیں کہہ رہے ہیں۔ میں ریکی صاحب کی حمایت کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ اس issue کو سر آپ دیکھیں۔ بات یہ نہیں ہے کہ جو ہم کہیں گے کہ بلوچستان کے ساحل اور وسائل ہمارے ہیں۔ جب بلوچستان کے وسائل جائیں گے تو بلوچستان کے پاس کیا ہے۔ سوئی ختم ہوگیا، سینڈک ختم ہوگیا، صرف ریکوڈک ہے وہ بھی چلا جائے گا ۔ پھر آپ کے پاس تنخواہیں نہیں ہوں گی۔ Thank you sir.

جناب چیئرمین: جی ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: جناب چیئرمین! آج موقع ملا ہے مائنز کے حوالے سے یہاں ساتھیوں نے بات کی ہے صرف یہ ہے کہ ہم حکومتی جو ذمہ داران ہیں اُن کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہ رہے ہیں۔ کہ مائنز ڈیپارٹمنٹ آپ کا تباہ ہے۔ یہاں تو بات ہو رہی ہے کہ بھائی یہ نان لوکل ہے یا لوکل ہے وہ اپنی جگہ ہے یہاں رولز کی بھی بات ہو رہی ہے کہ بھائی رولز کے مطابق ہوگا ایک سسٹم ہم لوگوں نے بنایا ہوا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! ایسے لوگ، ہمارا تو کوئی تعلق نہیں ہے مائنز سے نہ کوئی واسطہ ہے لیکن ایسے لوگ ہمارے پاس آئیں جن کے ہائی کورٹ نے باقاعدہ orders کیے ہیں اور وہ orders ہوئے دو سال کسی کو ہوگے کسی کو ڈیڑھ سال ہوگیا لیکن still اُس پر عملدرآمد بھی نہیں ہو رہا چلیں یہ بات بالفرض ہم تسلیم کر لیتے ہیں for example کہ چلیں جی زاہد جان کو نہیں ملا ڈاکٹر صاحب کو مل گیا۔ تو زاہد جان نے ڈاکٹر صاحب پر کیس کر دیا کورٹ نے زاہد جان کے حق میں اپنا فیصلہ کر دیا۔ اب ڈیپارٹمنٹ اُس پر implementation بھی نہیں کر رہا۔ تو اسکے لیے پھر میں نے شعیب جان صاحب سے بات کی۔ شعیب جان صاحب آئے کچھ لوگ میرے پاس آئے تھے پھر میں نے اُن کے سامنے بٹھایا کہ بھائی یہ لوگ ہیں اور اُنہوں نے تسلیم کیا کہ یار آپ کی بات بالکل بجا ہے۔ تو جناب چیئرمین صاحب! بات یہ ہے کہ سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اُن کی پوری حکومتی مشینری بیٹھی ہوئی ہے۔ اِس مائنز ڈیپارٹمنٹ کو تھوڑا بہتر کریں تھوڑا اُن کو ایک اچھے طریقے سے لے کے آئیں تاکہ ان لوکل لوگوں کا مسئلہ حل ہو جائے۔ ایک بندہ الاٹ کرتا ہے ایک مہینے کے بعد وہ الاٹمنٹ کسی اور کے نام ہوتی ہے۔ پھر بندہ ایک اور الاٹ کرتا ہے تو کم از کم ایک mechanism بنائیں تاکہ کوئی اس میں پریشان نہ ہوں۔ thank you

جناب چیئرمین: thank you مہربانی۔ میرے خیال میں اس issue پر کافی discussion ہوئی ہے۔ تو ہم اگلے ایجنڈے کی طرف جاتے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: جناب چیئرمین! میرے سوالات اگلے اجلاس کے لیے رکھ دیں۔

جناب چیئرمین: وہ اُسکے لیے dispose کرتے ہیں جب تک کہ میر شعیب صاحب آئیں گے وہ اپنے سوالات کا خود جواب دیں گے۔

میر زابد علی ریکی: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: discussion ہوگئی اس کو ہم dispose off کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھی جائیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردارزادہ فیصل خان جمالی صاحب، میر یونس عزیز زہری صاحب اور میر ظفر اللہ خان زہری صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصتیں کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 24۔

جناب سید ظفر علی آغا صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 24 پیش کریں۔

سید ظفر علی آغا: شکریہ جناب چیئرمین۔ ہرگاہ کہ ضلع پشین میں عوام کی سہولت کی خاطر پاسپورٹ آفس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جہاں اب تک فیمیل فوٹوگرافر کی سہولت نہ ہونے کے بنا میل فوٹوگرافرز خواتین کی تصاویر اُتارتے ہیں جو کہ مذہبی اور قبائلی روایات کے خلاف ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ ضلع پشین پاسپورٹ آفس میں فیمیل فوٹوگرافر کی تعیناتی کو یقینی بنایا جائے تاکہ علاقے کی خواتین کو درپیش مسئلہ حل ہوسکے۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 24 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

سید ظفر علی آغا: شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ قرارداد لانا اِس لیے ضروری ہوا اور مَیں سمجھتا بھی ہوں کہ سی ایم صاحب کل پشین آئے تھے۔ مَیں اُن کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں۔ سی ایم صاحب نے جو کل solarisation کا افتتاح کیا اور لوگوں میں گھل مِل گئے اور وہاں لوگوں کے ساتھ نشستیں ہوئیں۔ تو demand یہ آئی اصغر ترین صاحب بھی وہیں پر تھے، کہ ہمیں یہ مسئلہ بہت درپیش ہے۔ جناب چیئرمین! جیسا کہ نادرا میں یہ مسئلے بہت زیادہ تھے مگر اب یہ حل ہوچکے ہیں۔ تو اس لیے ہم جمعیت علماء اسلام ایک مذہبی اور سیاسی پارٹی ہے اور ضلع پشین میں یہ جو مسئلہ آئے دن لوگوں کو درپیش آرہا ہے کیوں کہ اسلام بھی ہمیں یہ اجازت نہیں دیتا اور قبائلی روایات بھی یہ اجازت نہیں دیتیں۔ جناب سی ایم صاحب سے گزارش ہے کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ یہ پوائنٹ اُٹھایا جائے اور پشین کا جو یہ مسئلہ ہے وہ حل کیا جائے۔ thank you۔

جناب چیئرمین: اصغر صاحب آپ اِسی پر بولیں گے۔

جناب اصغر علی ترین: جی جناب چیئرمین صاحب! میں قرارداد نمبر 24 کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ یقیناً جو

آغا صاحب نے بات کی یہاں ہمارے پشین میں دو ایشوز ہیں اس میں ایک نادرا کا اور دوسرا پاسپورٹ کا آرہا ہے نادرا کے حوالے سے جو آج کل ڈی جی صاحب آئے ہوئے ہیں اُنہوں نے دو تین visit کیئے ہیں اور ہم چیئر مین صاحب سے بھی ملے اُن کے نادرا سے تو الحمدُ للہ نادرا ایک حد تک بہتر ہوا ہے اور لوگوں کو آسانی مل رہی فیمیل سیکشن الگ کر دیا ہم نے میل سیکشن الگ کر دیا ہے کافی حد تک۔ رہ گئی پاسپورٹ کی بات جناب چیئر مین صاحب! پاسپورٹ کا یہ ہے جس کی جان پہچان ہے پاسپورٹ آفیسر سے بالخصوص ضلع پشین میں اُس کے لیے کوئی انکوائری نہیں ہے بس اُس کا پاسپورٹ ایشو ہو جاتا ہے لیکن جس کی جان پہچان نہ ہو تو اُن سے یہ کہا کہ پولیس سے verification کریں تو وہ پھر دھکے کا تا پھرتا رہتا ہے پھر وہ verification کراتا ہے پھر اُس کے بعد کہتے ہیں کہ اگلے ہفتے آجائیں تو یقیناً یہ ایک وفاقی ادارہ ہے وفاق سے اس کا تعلق ہے اور دوسرا دیرینہ مسئلہ یہ ہے کہ آپ کو پتہ ہے کہ ہم بلوچستان میں رہتے ہیں ہماری ایک روایات ہیں ایک تہذیب ہے، اسمیں ہماری اپنی ایک قبائلی روایات ہیں۔ اب فیمیل کو چاہیے کہ وہ فیمیل کی picture لیں۔ میل کو چاہیے کہ وہ میل کی لیں۔ اب اگر یہ ایک میل فیمیل کی pictures لے گا یہ تو مناسب نہیں ہے بار ہا ہم نے تنبیہ کیا بار ہا ہم نے اُن کو یہ بات باور کروائی کہ بھائی اس کا یہ مسئلہ حل کریں لیکن آپ کو پتہ ہے کہ وہ ٹس سے مَس نہیں ہو رہے ہیں۔ تو جناب چیئر مین صاحب! ایک تو یہ قرارداد کی ہم حمایت کرتے ہیں دوسری یہ ریکوئسٹ ہے کہ پاسپورٹ آفس کا جو آفیسر یہاں بیٹھا ہوا ہے کوئٹہ میں اُن کو طلب کریں اسپیکر چیمبر میں اُن سے آپ جواب مانگیں کہ یہ بھائی اس طرح کیوں ہو رہا ہے اور اس کے جو مسائل ہیں اُن کو حل کیا جائے۔ وہاں ایک بندہ بھی اُن کے سٹاف کا نہیں ہے وہ گھومتا پھرتا رہے گا اور ایک یہ فیمیل کا جو مسئلہ ہے فوٹو گرافر کا یہ مسئلہ حل کریں اُن کو طلب کریں یہاں بلائیں۔ شکریہ جناب چیئر مین صاحب۔

جناب چیئر مین: جی جی زرک صاحب۔

جناب زرک خان مندوخیل: جناب چیئر مین! اس قرارداد کی ہم حمایت کرتے ہیں۔ آغا صاحب جو قرارداد لائے ہیں اور ہم کیونکہ آپ کو پتہ ہے ہمارا پشتون بلوچ ایک قبائلی معاشرہ ہے۔ تو ایسے اگر کوئی بندہ gents جو کہ females کی picture لیں یا نادرا میں، پاسپورٹ میں چاہے جہاں بھی ہوں۔ تو ہم سی ایم صاحب سے ریکوئسٹ کرتے ہیں کہ اس پر ایکشن لیں اور اس چیز پر فیڈرل گورنمنٹ سے رابطہ کریں thank you

جناب چیئر مین: قرارداد پیش ہوئی۔ آیا قرارداد منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔ ایک منٹ ہم اس ایجنڈے کی طرف جا رہے ہیں۔

محترمہ اُم کلثوم نیاز بلوچ: جناب اسپیکر! میں پانچویں دفعہ بات کرنا چاہ رہی ہوں۔ جناب چیئر مین! آپ بات کرنے نہیں دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: لیکن وہ ٹائم آپ کا گزر گیا جس ٹائم آپ نے بات کرنی تھی۔اب تو میں ایجنڈے پر آچکا ہوں۔

محترمہ اُم کلثوم نیاز بلوچ: میں اُسی ٹائم بھی آپ سے ریکوئسٹ کی۔

جناب چیئرمین: ایجنڈے کے بعد پھر آپ بات کریں۔ایجنڈے کے بعد آپ کو ٹائم دینگے۔ابھی ایجنڈا چل رہا ہے۔

محترمہ اُم کلثوم نیاز بلوچ: ٹھیک ہے صحیح ہے۔

جناب چیئرمین: **قرارداد نمبر 28۔**

جناب سید ظفر علی آغا صاحب، آپ اپنی قرارداد نمبر 28 پیش کریں۔

سید ظفر علی آغا: شکریہ جناب اسپیکر! ہرگاہ کہ صوبہ بھر میں گرین بسوں کا پراجیکٹ ایک مستحسن اقدام ہے۔اس سہولت سے ہمارے غریب عوام سفر کی بہترین سہولیات سے مستفید ہو رہے ہیں۔لیکن تا حال یہ پروجیکٹ صرف کوئٹہ شہر تک محدود ہے۔کیونکہ ضلع پشین کے عوام کی کثیر تعداد غریب آبادی پر مشتمل ہے۔اسی وجہ سے وہ روزگار کی تلاش میں روزانہ کی بنیاد پر کوئٹہ شہر کا رُخ کرتے ہیں۔لیکن پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کے کرایہ زیادہ ہونے کی بنا انہیں سخت مشکلات درپیش آتی ہیں۔لہٰذا ضلع پشین کے غریب عوام کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ گرین بسوں کی رُوٹ کو پشین تک توسیع دے تا کہ علاقے کے غریب عوام بھی اس سہولت سے مستفید ہوں۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 28 پیش ہوئی۔کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

سید ظفر علی آغا: شکریہ جناب اسپیکر! یہ گرین بس بلوچستان بھر کے لیے ایک بہت اچھا اقدام ہے۔مگر ضلع پشین چونکہ کوئٹہ سے بہت نزدیک پڑتا ہے اور تقریباً 45 کلومیٹر دور ہے۔تو پشین سے جتنے بھی لوگ کوئٹہ آتے ہیں اُن لوگوں کو ٹرانسپورٹ کی بہت مشکلات درپیش ہیں۔لہٰذا جب بھی ہم اپنے حلقے میں جاتے ہیں، تو لوگوں کی یہ ڈیمانڈ بھی ہوتی ہے قبائلی لوگ ہمارے جو جماعت کے لوگ ہیں، باقی جتنی بھی جماعتیں ہیں وہاں وجود رکھتی ہیں۔اُن سب کی یہ ڈیمانڈ ہے کہ گرین بس کی پشین میں بہت اشد ضرورت ہے۔لہٰذا جتنے بھی یہ پروجیکٹس چل رہے ہیں اُنکو کوئٹہ تک محدود نہ کیا جائے۔پشین کو ایک یا دو بسیں دی جائیں۔تقریباً اگر دو بسیں مل بھی جاتی ہیں پشین کے لیے ایک start ہم لے لیتے ہیں۔تو وہ ایک اچھا initiative بھی ہوگا جناب اسپیکر! آپ کو بخوبی پتہ ہے کہ سی ایم صاحب پرسوں آئے تھے پشین میں، تو پشین کا جو دیرینہ مسئلہ تھا کیونکہ سی ایم صاحب کے پاس ٹائم اتنا نہیں تھا۔مگر عوام نے ہمیں روکے رکھا اور ہمیں بتایا کہ یہ جو پاسپورٹ کی آج قرارداد منظور ہوئی ہے۔میں سب ایوان کا شکریہ ادا بھی کرتا ہوں۔اور دوسرا یہ گرین بسوں کا جو مسئلہ تھا یہ پشین کو درپیش ہے اس لیے زیادہ تر ٹرانسپورٹ کے جو کرائے ہیں وہ آئے روز زیادہ ہوتے جا رہے ہیں۔تو گرین بس ایک

اچھا پروجیکٹ ہے ہم اس کو سراہتے ہیں۔ انشاء اللہ وتعالیٰ اگر یہ ایوان اس میں ہمارے ساتھ نہیں 65 کا ایوان ہمارے ساتھ دے پشین کے لیے ایک start لے لیں۔ تو ایک نیک نیتی ہوگی۔ آپ سب دوستوں کا بہت شکریہ۔

جناب اصغر علی ترین: جناب چیئرمین صاحب! آپ کی اجازت ہے۔

جناب چیئرمین: جی جی۔

جناب اصغر علی ترین: جناب چیئرمین صاحب! یہ حکومت کی ارکان تو تھوڑی دلچسپی لیں ہم کیا بول رہے ہیں اس اسمبلی میں۔ علی مدد صاحب آپ تھوڑا سنجیدہ ہو جائیں۔

جناب چیئرمین: جی جی آپ اپنی بات کریں۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! تنبیہہ کرنا پڑتا ہے ان کو جگانا پڑتا ہے کیا کریں ابھی حالات ایسے ہو گئے ہیں۔۔۔ (مداخلت) سرکار نہیں ہے ہم نکل جائیں کورم ٹوٹ جائے گا۔ چلیں جناب چیئرمین صاحب! یہاں ہمارے دوست آغا صاحب نے بات کی ہے گرین بس کے حوالے سے۔ جناب اسپیکر صاحب! پشین آبادی کے لحاظ سے ایک بہت بڑا ضلع ہے تقریباً پشین کی آبادی ساڑھے 12 لاکھ پر مبنی ہے۔ یہ جو گرین بس کا start لیا تھا یہ پچھلی گورنمنٹ میں جام صاحب نے یہ initiative اٹھایا تھا اور بڑا اچھا اقدام تھا ایک PPHI کا یہ اپنا 112 کے حوالے سے اور ایک گرین بس کے حوالے سے۔ یقیناً یہ وہ انہوں نے اپنی گورنمنٹ میں یہ step اٹھائے تھے جس سے براہ راست عوام جو ہے مستفید ہو سکتی ہے۔ تو یہ پہلے start انہوں نے کوئٹہ سے بلیلی تک لیا تھا اب اُنہوں نے کچھ اور اس میں موجودہ گورنمنٹ نے کچھ اور بسیں منگوالی ہیں۔ تو انہوں نے دائرہ کار بڑھا دیا ہے کچلاک تک۔ تو ہمارا یہ مؤقف ہے ہم یہ اُن سے ریکوئسٹ کرتے ہیں۔ کہ اس کو پشین تک بڑھایا جائے کچلاک اور پشین قریب ہیں۔ کوئی 20،15 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ لیکن اگر آپ کی حکومت فیصلہ کرتی ہے گرین بس پشین تک اس کی توسیع ہو جاتی ہے۔ تو آپ یقین جانیں جناب چیئرمین صاحب! یہ ساڑھے بارہ لاکھ، تیرہ لاکھ لوگ اس سے مستفید ہوں گے۔ ساڑھے بارہ تیرہ لاکھ لوگ یہ جو ابھی پبلک ٹرانسپورٹ میں دھکے کھا رہے ہیں یا 2D میں دھکے کھا رہے ہیں یا ان کے جو بڑے بڑے کرائے ہیں وہاں لوگ وصول کر رہے ہیں اس سے ان کی نجات ہو جائے گی۔ اور جناب چیئرمین صاحب! اس سے ایک فائدہ بھی ہوگا کہ جو وہاں سٹوڈنٹس ہیں جو کوئٹہ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اُن کے لیے آنا جانا بھی آسان ہو جائے گا۔ اُن کے لیے پبلک ٹرانسپورٹ گرین بس کے ذریعے اُن کے پیسوں کی بچت بھی ہوگی۔ تو یہ بڑا اچھا احسن اقدام ہے یہ ابھی وزیر ٹرانسپورٹ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اگر اسی فلور پر یہ ہمیں باور کرا دیں کہ پشین کے لیے خوشخبری ہمیں سنا دیں کہ یہ گرین بس کا دائرہ کار کچلاک سے بڑھا کے پشین تک لے کے جائیں گے۔ تو ہم ان کے مشکور و ممنون ہوں گے ویسے بھی یہ ورکر آدمی ہے اور ہم

ان سے امید رکھتے ہیں کہ یہ ایسا جواب دیں گے وہ خوشی ہمیں محسوس ہوگی۔ اگر یہ کھڑے ہو کر ہمیں بتا دیں۔ اور یہ اس کی وضاحت کر رہے تھے قرارداد بھی منظور ہو جائیگی۔ اس کی وضاحت بھی آجائے گی۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: جی کاکڑ صاحب۔

جناب اسفندیار خان کاکڑ (پارلیمانی سیکرٹری برائے اربن پلاننگ وڈویلپمنٹ): جناب اسپیکر اجازت ہے؟

جناب چیئرمین: بالکل آپ کو اجازت ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اربن پلاننگ وڈویلپمنٹ: بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا ایشو ہے، آپ کے ڈسٹرکٹ کا ہے، آپ کو کیسے اجازت نہیں ہوگی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اربن پلاننگ وڈویلپمنٹ: جی بہت شکریہ۔ جناب اسپیکر! جیسے آغا صاحب نے قرارداد پیش کی اس کی بھرپور حمایت کرتے ہیں۔ چونکہ پشین بالکل جڑواں شہر ہے کوئٹہ کے ساتھ اور اس ٹائم بالکل کوئٹہ کے ساتھ منسلک ہے اور جڑ گیا ہے اور راستے میں بہت بڑا شہر کچلاک بھی آرہا ہے آبادی بھی بہت زیادہ ہے۔ اور پشین کے ساتھ منسلک قلعہ عبداللہ اور چمن باقی ضلعے بھی آرہے ہیں۔ تو بہت زیادہ آبادی بھی ہے اسٹوڈنٹس، ایجوکیشن والے اس طرح مریض اور لوکل لوگوں کے کاروبار کے حوالے سے عوام کے لیے بہت بڑی سہولت ہوگی۔ اِس ایوان کے توسط سے ہم اس بات کی پرزور حمایت کرتے ہیں اور اپیل کرتے ہیں کہ kindly بلاناغہ پشین کے لیے یہ گرین بسیں چلائی جائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ اسی پر۔ جی جی ٹھیک ہے۔

سید ظفر علی آغا: اسپیکر صاحب! اگر منسٹر صاحب اس پر بات کریں تو۔ پورا پشین سن رہا ہے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ منسٹر صاحب اس پر اچھا سا اقدام اٹھائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب عبدالمجید بادینی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ٹرانسپورٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم بھائی ظفر صاحب اور میرے محترم بھائی اصغر ترین صاحب نے ابھی جو گرین بسوں کے بارے میں بات کی یہ ہماری اولین ترجیح میں شامل ہے۔ ہم نے پی ایس ڈی پی 25-2024ء میں پشین ٹو مستونگ۔ پشین اور مستونگ یہ دونوں شہروں کے لیے گرین بسیں پی ایس ڈی پی میں ڈال دیا تھا مگر صرف ایک ارب روپیہ رکھے گئے جس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان کیا تھا کچلاک ٹو ہزار گنجی۔ تو انشاءاللہ ہماری کوشش ہے اور ہم نے اس پر کام کیا ہے۔

سید ظفر علی آغا: منسٹر صاحب! آپ اعلان کر دیں گزارش ہے۔ آپ اعلان کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ٹرانسپورٹ: ہماری طرف سے سی ایم صاحب نے اعلان کر چکے ہیں اس بارے میں وہ

کر چکے ہیں۔ ہماری کوشش ہے۔

سیدظفرعلی آغا: آپ منسٹر ہیں اعلان کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ٹرانسپورٹ: انشاءاللہ گرین بس کوئٹہ ٹو پشین چلے گی۔

سیدظفرعلی آغا: ٹھیک ہے یہ وعدہ رہا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ٹرانسپورٹ: وعدہ رہا اگر میں رہا تو۔

سیدظفرعلی آغا: بہت شکریہ۔

جناب اصغرعلی ترین: جناب اسپیکر صاحب!

جناب چیئرمین: جی جی۔

جناب اصغرعلی ترین: یہ بات سننے میں آرہی ہے کہ ایک ارب روپیہ کی تقریباً یہ پی ایس ڈی پی میں منظور ہوا تھا گرین بسوں کے حوالے سے۔ پھر ایک ارب روپے کی کتنی بسیں آئیں؟۔۔۔(مداخلت) یہ جناب چیئرمین صاحب! تربت اس لیے focus کررہے ہیں کہ P&D کا وزیر بیٹھا ہوا ہے۔اور کوئی وجہ نہیں ہے ابھی خود انہوں نے ایک منٹ ڈاکٹر صاحب حوصلہ رکھیں دیکھیں ابھی انہوں نے خود کہا ہے انہوں نے کہا ہے کہ تربت کے لیے چار ہیں اب دیکھیں ۔۔۔(مداخلت۔،شور)

جناب چیئرمین: آپ ایسا کریں کوئی ایک بندہ بولے۔

جناب اصغرعلی ترین: دیکھیں حوصلہ رکھیں۔ جناب چیئرمین صاحب کوئٹہ کے قریب تر ضلعے کا حق بنتا ہے یا تربت کا حق بنتا ہے دیکھیں ہم بڑے قریب تر وہ چار بسیں کیونکہ وہ P&D کا وزیر ہے۔ظہور بلیدی صاحب ہمارے بھائی ہیں۔۔۔(مداخلت) اُن کی محنت سے تربت یا پشین اور مستونگ کی بسیں تربت چلی گئی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ٹرانسپورٹ: آئندہ پی ایس ڈی پی میں میرے بھائی ہم نے رکھ لی ہے مستونگ اور پشین کے لئے۔

سیدظفرعلی آغا: آپ نے وعدہ کیا ہے تربت کو چار دے رہے ہیں اُس کو دو دیں، پشین کو دو دیں معاملہ ہی ختم ہو جائے گا۔آپ پشین کے لئے دو اعلان کر دیں پشین بہت نزدیک پڑتا ہے۔آپ سے گزارش ہے منسٹر صاحب! آپ نے اعلان کیا ہے وعدہ کیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ٹرانسپورٹ: اعلان کر دیا ہے بھائی! پشین گرین بس چلے گی انشاءاللہ۔

سیدظفرعلی آغا: پشین کے لئے اعلان ہے منسٹر صاحب؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ٹرانسپورٹ: اعلان ہے۔

سید ظفر علی آغا: بہت شکریہ۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! پچھلے سال 18 سے لیکر 23 تک سارے فنڈز تربت کے لئے گئے ہیں اور ماشاءاللہ آج بھی تربت جا رہے ہیں۔ ہمیں اعتراض نہیں ہے۔ 10 ارب، 20 ارب 30 ارب یہ جاتے رہے ہیں۔ ہمیں اعتراض نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب جب وزیر اعلیٰ تھے تب بھی تربت کو اُنہوں نے بڑا پیارا بنایا، پیکیج دیئے ہمیں اُس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے ہمارے بھائی ہیں۔ لیکن جو ہمارا حق ہے وہ تو تربت کو نہ دیں۔

سید ظفر علی آغا: جی جتک صاحب! ارشاد۔

حاجی علی مدد جتک: جناب اسپیکر! ڈاکٹر صاحب بڑے سینئر سیاستدان ہیں سابق وزیر اعلیٰ ہیں اُن کو تو دس ملنا چاہیے۔ آپ کو بھی دس ملنا چاہیے۔

جناب اصغر علی ترین: ہمارا حق تو نہ دیں مستونگ اور پشین کا حق تربت میں جا رہا ہے، جتک صاحب! please

حاجی علی مدد جتک: آپ کو ڈبل دیں گے انشاءاللہ۔

جناب چیئرمین: جتک صاحب! please آپ تشریف رکھیں، آغا جان! آپ please تشریف رکھیں۔ اس قرارداد پر کافی بحث ہوئی۔ اور محرک نے اپنی قرارداد بھی پیش کی۔ تو میں سمجھتا ہوں اس پر رائے لینا اراکین اسمبلی کی رائے لینا ضروری ہے۔ آیا یہ قرارداد جو پیش ہوئی اس کو منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 29۔

مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 29 پیش کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہرگاہ کہ بلوچستان میں ایک اندازے کے مطابق 5 لاکھ سے زائد نوجوان منشیات سے متاثر ہو چکے ہیں۔ اور منشیات کی وجہ سے لاکھوں بچے یتیموں اور ہزاروں بہنیں بیواؤں کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہو چکی ہیں۔ واضح رہے کہ منشیات کے اڈے دن کی روشنی میں با اثر افراد کی نگرانی میں چل رہے ہیں۔ مزید براں اس وقت صوبے کے اعلیٰ تعلیمی اداروں کے اندر بھی منشیات کی رپورٹس آ رہی ہیں جو کہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ صوبے میں منشیات کے اڈوں کے خاتمے کی بابت فوری طور پر عملی اقدامات اٹھانے کو یقینی بنائے تاکہ صوبہ کے نوجوان منشیات جیسی لعنت سے محفوظ ہو سکیں۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 29 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی جزاک اللہ۔ سب سے پہلے دیکھیں یہ۔۔۔

جناب چیئرمین: گیلا صاحب please۔ میر سلیم خان please

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب چیئرمین صاحب! ویسے تو میں روزانہ اسمبلی میں آتا ہوں۔ میں ایک سیاسی کارکن ہوں۔ لیکن مجھے انتہائی شرمندگی بھی ہوتی ہے کہ میں اپنے عوام کو ہزاروں لوگوں کو بتایا کہ میں ایک ایسے ایوان میں جارہا ہوں اس ایوان کے لوگ انشاء اللہ آپ کے ڈیڑھ کروڑ عوام کے مستقبل کے فیصلے کریں گے۔ اور بلوچستان کے انتہائی سنجیدہ ترین لوگ اس ایوان میں ہوں گے اور سر جوڑ کر بیٹھیں گے آپ کے لیے فکرمندی کریں گے اور انشاء اللہ جو ٹی اے، ڈی اے ان کو ملے گا وہ بھی انشاء اللہ صحیح استعمال ہوگا۔ اور جو تنخواہ ممبران کو ملے گی یہ بھی صحیح استعمال ہوگی۔ اور آپ لوگ ڈیڑھ کروڑ عوام سنجیدہ اور فکرمند نہ ہوں جو ایک ایوان پر، میں نے ایک سوال بھی کیا تھا سیکرٹری اسمبلی صاحب کے توسط سے کہ اسمبلی کا ہم اجلاس کرتے ہیں جناب چیئرمین! ایک اجلاس پر کتنا خرچہ آتا ہے؟ جب ایک اجلاس کرتے ہیں۔ پانچ، چھ، یا سات دن کے ان پر کتنے اخراجات آتے ہیں؟ تو میرا خیال میں مجھے بہت شرمندگی بھی ہے اور افسوس بھی ہے کہ اس ایوان کی شاید قراردادوں کی یا اُس کی اہمیت اپنی جگہ لیکن یہ ہے کہ ابھی جو مشکور و ممنون کی بات کی، ہماری ایک قرارداد پر بات ہوئی۔ ہمارے صوبے کو بھی مشکور و ممنون ہی چلا رہے ہیں۔ پتہ نہیں کہ ہماری قراردادوں پر عمل ہوگا کہ نہیں۔ منشیات جناب چیئرمین! بلوچستان کے تمام مسئلوں میں سے بڑا مسئلہ منشیات کا ہے۔ صوبائی وزرا سے بھی گزارش ہے کہ اگر منشیات ہمارا مسئلہ نہیں ہے وہ فلور پر کھڑے ہوجائیں کہ مسئلہ نہیں ہے مولانا غلط کہہ رہے ہیں۔ منشیات کون بیچ رہا ہے؟ یہاں پولیس موجود ہے۔ حکومت موجود ہے۔ دفاتر موجود ہیں۔ چیک پوسٹیں موجود ہیں۔ معتبر اور معزز لوگوں سے پوچھا جاتا ہے اُن کی گاڑیوں کی ڈِکیاں بھی کھولی جاتی ہیں اُس کو چیک کیا جاتا ہے کیا جارہا ہے شہر میں کیا داخل ہورہا ہے۔ لیکن مجھے بتائیں کہ منشیات بیچنے والے کون ہیں؟ یہ کون ہیں جو دن کی روشنی میں ہماری نسلوں کو تباہ کررہے ہیں؟ ہمارے ہزاروں بچے آج یتیموں کی طرح زندگی گزار رہے ہیں یتیم، عید کے دن آتے ہیں آپ گلیوں میں جا کر اُن بچوں کی حالت دیکھیں اُن کے والد ایک کچرے دانوں میں کچرہ چُن رہے ہوتے ہیں اور اُنکے بچوں پر کوئی دستِ شفقت رکھنے والا نہیں ہوتا۔ یہی منشیات فروشوں نے آج ہمارے بچوں کی ہماری نسلوں کی یہ حالت کی ہے۔ ہماری اُن بہنوں کی حالت دیکھیں جناب چیئرمین صاحب! وہ بہنیں جن کے شوہر اس منشیات میں ملوث ہیں اُن بہنوں کی حالت دیکھیں وہ بیواؤں کی طرح آج بلوچستان میں زندگی گزار رہی ہیں۔ عید کا دن ہو یا ویسے گھر میں وہ فاقے کی طرح ہیں۔ ہماری بہنیں بیواؤں کی طرح ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ منشیات فروش مجھے پتہ ہے جناب چیئرمین! اور یہ جو جتنے منشیات فروش ہیں ماشاء اللہ سب محبّ وطن ہیں۔ یہ اپنی گاڑی پر پاکستان کا جھنڈا لگاتے ہیں اندر چرس، تریاق اور شیشہ رکھتے ہیں اور اگر ساتھ مزید محبت کا اظہار آئے تو کور کمانڈر کی تصویر بھی لگا لیتے ہیں، پھر اجازت ہے چیک پوسٹ پر۔ آپ تریاق بیچیں

ہیروئن بیچیں نسل کو تباہ کریں یہ محبّ وطن ہوتے ہیں کہ جو ہماری نسلوں کو تاراج کرتے ہیں۔اس لیے یہ منشیات بہت بڑا مسئلہ ہے، دن کی روشنی میں یہ کافی وچاکلیٹ کی طرح بیچی جارہی ہے۔اور پھر کیا کہتے ہیں، مجھے افسوس یہ ہے کہ یہ جب باتیں کرتے ہیں کہ قانون کی رٹ چیلنج نہیں ہونے دینگے، کسی کو قانون ہاتھ میں لینے نہیں دیں گے، قانون طاقتور ہے ہم آہنی ہاتھوں سے نمٹیں گے ہم طاقتور ہیں ہم منظّم ہیں۔یہ باتیں میں سنتا ہوں ہر کوئی بلوچستان والے ہنستے ہیں کہ ماشاءاللہ بڑے آہنی ہاتھ ہیں چوک پر منشایت بیچ رہا ہے آپ کا آہنی ہاتھ کہاں ہے قانون کا رٹ چیلنج نہیں ہونے دیں گے، دن کی روشنی میں ہماری نسلیں تاراج ہورہی ہیں اور باتیں ایسی کرتے ہیں جیسے دُنیا اِن کے کندھوں پر ہے جیسے دُنیا یہ لوگ چلارہے ہیں جو ایسی اچھی اچھی باتیں بڑی دھمکی آمیز، ہمارے وفاقی وزیر داخلہ آیا کہتا ہے کہ یہ جو مسائل پیدا کرتے ہیں، یہ ایک SHO کی مار ہے۔اللہ کے بندے آپ اُن کو چھوڑیں جن کے بارے میں دھمکی دیتے ہیں۔آپ ایک گلی کے نکڑ پر ایک گھٹیا انسان جو تریاق اور نشہ بیچتا ہیں اُس کو آپ نہیں پکڑ سکتے۔آپ کی نااہلی اور نالائقی اس حد تک ہے کہ ایک گلی کے نکڑ پر ایک تریاق اور منشیات بیچنے والے کو آپ نہیں پکڑ سکتے آپ کی پولیس آپ کی ایف سی۔میں نے گوادر میں ایک میٹنگ کی وہاں کے تمام سیکورٹی اداروں کے ساتھ بڑے بڑے جتنے بھی تھے پاک فوج کے ذمہ داران کے ساتھ میٹنگ کی۔میں نے اُن کو بتایا کہ میرے ساتھ تعاون کریں۔ہمارے نوجوان منشیات میں لت پت ہیں۔اُس نے کہا نہیں جی قانون ہمیں اجازت نہیں دیتا جناب چیئرمین! اُنہوں نے مجھے یہ بتایا کہ منشیات کے خاتمے کے لیے قانون ہمیں اجازت نہیں دیتا۔تو میں نے بتایا آپ کو سیاست کرنا قانون اجازت دیتا ہے؟ آپ تو سیاست کرتے ہیں۔آپ لیپ ٹاپ تقسیم کرتے ہیں آپ کا کام لیپ ٹاپ تقسیم کرنا ہے؟ آپ اسکولوں میں جا کر visit کرتے ہیں آپ کا کام اسکولوں میں visit کرنا ہے؟ آپ جا کر کے یہاں ٹرانسفر پوسٹنگ میں ملوث ہوتے ہیں۔آپ کا کام یہ ہے؟ جب قانون کے بغیر تمام کام کررہے ہو تو یہ منشیات کے کام میں بھی تعاون کردیں تاکہ منشیات کا خاتمہ بھی ہوجائے اس میں ہمارے ساتھ آپ تعاون کریں تاکہ ہماری گلی محلوں سے منشیات کے اڈے ختم ہوں۔جناب چیئرمین! یہ منشیات اس اسمبلی میں بیٹھا ہوا ہر فرد یہ محسوس کرتا ہے اور اُس کے گھر میں بھی ہر فرد نہ عالم کا گھر بچا ہے نہ پروفیسر کا گھر بچا ہے نہ اَن پڑھ کا گھر بچا ہے۔ہمارے دیہاتی علاقوں میں بھی منشیات پانی، ٹافی اور چاکلیٹ کی طرح بیچی جارہی ہے۔میں حکومت سے اور تمام ایوان سے۔اسکولوں میں پچھلے دنوں چیف سیکرٹری بلوچستان صاحب نے میٹنگ کی اِس حوالے سے کہ تعلیمی اداروں میں منشیات بڑھ رہی ہے۔اُس نے تشویش کا اظہار کررہا تھا چیف سیکرٹری صاحب میٹنگ کررہے ہیں کہ ہمارے بچے جس کو ہم نے والدین نے تعلیم کے لیے بھیجا ہے وہاں منشیات عام ہے تعلیمی اداروں میں۔اس آواز میں پورا ایوان پوری صوبائی حکومت ہم سب یہاں۔۔۔

جناب چیئرمین: مولوی صاحب! اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ اذانِ عصر)

جناب چیئرمین: جی مولوی صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب چیئرمین صاحب! اس پر میں ایک دو اور باتیں کرتا ہوں۔ یہ پچھلے دنوں جو بجلی کے حوالے سے قرارداد پیش ہوئی اور الحمدللہ متفقہ پاس ہوئی۔ کل جو مکران کے حوالے سے بجلی کا فالٹ ہے 10 میگا واٹ بجلی ایران کی طرف سے ہمیں دی جا رہی ہے۔ ہمیں یہی بتایا گیا تھا چیف کیسکو کی طرف سے اور کیسکو کے حکام کی طرف سے ''کہ ایران کی طرف سے فالٹ ہے'' تو کل میں ایران کے کونسل جنرل سے ملا۔ ویسے ہی جا کے میں نے ملاقات کی کہ پتہ کروں کہ واقعی آپ لوگ بجلی نہیں دے رہے ہیں۔ ایک مُلک آپ کے ساتھ معاہدہ کر رہا ہے۔ تو مُجھے ایرانی کونسل جنرل نے جناب چیئرمین صاحب! پتہ ہے کیا بتایا، کہ ایران کی طرف سے کوئی فالٹ نہیں ہے پول کا مسئلہ ہے پول جانتے ہیں۔ تو مند کے پول کا مسئلہ ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کتنا جھوٹ بولتے ہیں عوام کے ساتھ کہ فالٹ ہے ایران میں۔ مسئلہ فیول وہاں سے بجلی لیتے ہیں یہ کہ کونسل جنرل کہہ رہا ہے۔ اِن سے میں نے بات کی۔ کہ آپ کوئٹہ میں ہمیں پیسہ دے دیں۔ آپ کو بجلی دے رہے ہیں سو دو سو میگا واٹ دے رہے ہیں۔ آپ ہمیں پیسہ دے دیں آپ کو بجلی ملے گی۔ یہ ظالم پیسے لیتے ہیں اپنی تنخواہ لیتے ہیں گاڑیاں لیتے ہیں، لیکن ایران کو پیسہ نہیں دیتے ہیں۔ کتنا ظالم ہیں جناب چیئرمین صاحب! اور ہم سے جھوٹ بھی بولتے ہیں۔ تو یہ چیف کیسکو یہاں موجود ہے۔ یہ چیف کیسکو جو ہم نے مقرر کیا ہے، مُجھے پتہ نہیں کس نے، مشکور نے مقرر کیا ہے یا ممنون نے؟ مجھے پتہ نہیں ہے۔ کس نے اُن کو مقرر کیا ہے۔ کسی کی بات نہیں مانتا۔ وہ ہے ذہنی مریض۔ نفسیاتی مریض کو چیف کیسکو بنایا ہے۔ نفسیاتی مریض ہے۔ وہ ایک بندے کے ساتھ بیٹھ نہیں سکتا۔ یہ سب کو پتہ ہے نفسیاتی مریض ہے۔ اور جس کو ہاسپٹل میں ہونا چاہیے اُس کو چیف کیسکو بنایا ہے۔ یہ ہماری حکومت کہتی ہے کہ اچھی طرزِ حکمرانی، وزرائے کرام سُن لیں، اچھی طرزِ حکمرانی یہی ہے کہ آپ کے چیف کیسکو ایک بندے سے بات نہیں کر سکتا، ایک ایم پی اے سے بات نہیں کر سکتا، اُس نفسیاتی مریض کو چیف کیسکو بنایا ہے ماشاءاللہ نہ ایوان کی بات مانتا ہے، نہ وزراء کی بات مانتا ہے، نہ وزیر اعلیٰ کی بات مانتا ہے۔ تو چیف کیسکو کو کم از کم اگر یہ آپ کسی مشکور کو نہیں ہٹا سکتے ہیں۔ ممنون کو ہٹا نہیں سکتے ہیں، چیف کیسکو کو تو ہٹا دیں جناب چیئرمین صاحب۔۔۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! آپ ذرا اِس قرارداد جو کہ انتہائی اہم ہے، جو ہماری نسلوں کی بقا سے متعلق ہے اسی پر آ جائیں، ایجنڈے کے مطابق۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی ہاں آخری یہ بات کی ہے۔ دوسرا گوادر میں ٹرالر بہت زیادہ ہیں ہمارے پورے

بلوچستان میں ٹرالر بہت زیادہ ہیں۔اب بھی وہ ہمارے ماہی گیروں کی نسل کشی کررہے ہیں۔وہاں سرعام، ابھی بھی ٹرالرز ہیں۔بارڈر پر ہم نے احتجاج کیا۔یہ صوبائی حکومت سے میں دردمندانہ درخواست ہے، وہ حکومت کرے، حکومتی کام سرانجام دیں۔حکومت کے کام کریں قوم کی خدمت، یہ اللہ تعالیٰ چند موقع دیتا ہے۔کل کیا ہوگا ہمیں پتہ نہیں ہے۔ اللہ پاک اِن عہدوں کے بارے میں پوچھے گا بھی۔یہ میں حکومت سے کہتا ہوں خُداوندتعالیٰ قیامت کے دن اِن عہدوں ان منصبوں کے بارے میں بھی پوچھے گا، خُدا کے واسطے قوم کی خدمت کریں قوم کو مصیبت سے نجات دیں۔شکریہ۔

جناب چیئرمین: Thank you۔جی بی بی! آپ قرارداد پر بات کرنا چاہتی ہیں۔جی جی۔

محترمہ ہادیہ نواز: جناب چیئرمین صاحب! مَیں مولانا صاحب کی قرارداد کی پرزور حمایت کرتی ہوں۔ہماری نوجوان نسل یہ کس قسم کی گندی بیماری کا شکار ہوتی جارہی ہے۔یہ کون لوگ ہیں۔آیا یہ ہم لوگوں کو سوچنا چاہیے اِس بارے میں کہ ہم سب کی نسل برباد ہوتی جارہی ہے۔یہ نوجوان نسل ہمارا سرمایہ ہمارے کل کا اثاثہ ہے۔ہم سب کو سوچنا چاہیے۔اور اِس کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے۔شکریہ۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 29 پیش ہوئی۔آیا قرارداد منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 29 منظور ہوئی۔ میرزابدعلی ریکی صاحب! آپ اپنا قرارداد نمبر 30 پیش کریں۔

میرزابدعلی ریکی: سَر! وہ میرا question جو میں نے آپ سے کہا تو وہ ڈیفر کیا آپ نے؟

جناب چیئرمین: اس کو تو شعیب کی خاطر dispose off کیا تھا۔

میرزابدعلی ریکی: تو یہی ہے۔

جناب چیئرمین: کونسے question جو ابتدا میں تھے؟

میرزابدعلی ریکی: وہ جو فنانس منسٹر شعیب ہے۔

جناب چیئرمین: معدنیات سے متعلق تھا؟

میرزابدعلی ریکی: ہاں۔

جناب چیئرمین: وہ تو dispose off کیا کہ شعیب اِدھر نہیں ہے۔شعیب آئے گا اگلے اُس میں ہوگا انشاءاللہ۔

جناب چیئرمین: **قرارداد نمبر 30۔**

میرزابدعلی ریکی: جی جناب اسپیکر صاحب!۔ ہرگاہ کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں روڈ عوام کی بنیادی ضرورتوں میں شمار ہوتی ہے۔روڈ آمدورفت کے لیے ایک ضرورت بن چکی ہے۔لیکن افسوس کی بات ہے کہ بلوچستان کے پسماندہ علاقوں میں روڈ نہ ہونے کے برابر ہیں۔اور خاص کر ضلع واشک کے عوام روڈ کی سہولیات سے یکسر محروم ہیں۔جس کی وجہ

علاقے کے عوام سخت مشکلات کا شکار ہیں۔ لہٰذا ضلع واشک کے عوام کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ سی پیک روڈ تا شینگر یونین کونسل 80 کلومیٹر روڈ کی تعمیر کے لیے فوری اقدامات اٹھائے تاکہ ضلع واشک کے عوام کو روڈز کی سہولیات مہیا کی جا سکیں۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 30 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

میر زابد علی ریکی: Thank you جناب چیئرمین صاحب۔ جناب چیئرمین صاحب! اچھا ہے کہ ہمارے منسٹر سلیم کھوسہ صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ یہ روڈ اُسی سے تعلق رکھتی ہے ضلع واشک میں جناب چیئرمین صاحب! یونین کونسل شینگر وہ علاقہ ہے نو گو کہ وہاں ایک کلومیٹر یا اس علاقے میں جتنی پسماندگی ہوئی ہے یونین کونسل شینگر میں ہیلتھ اور ایجوکیشن کو دیکھیں۔ اور خاص طور پر یہ جو روڈ 80 کلومیٹر کا میں کہہ رہا ہوں وہ نو گو ایریا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! سلیم صاحب Kindly! اِس پر تھوڑا آپ سے کہ آپ کا تعلق اسی سے ہے اور الحمدُ للہ آپ نے پہلے بھی واشک کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ تو ابھی بھی میں کہتا ہوں آنیوالی پی ایس ڈی پی میں انشاءاللہ اگر ربِ العالمین نے زندگی دی تو یہی آپ سے اُمید ہے کہ اِس قرارداد کو میں نے لایا، یونین کونسل شینگر جناب چیئرمین صاحب! میں نے پہلے بھی اس اسمبلی میں یونین کونسل شینگر کے عوام کے جو مسئلے تھے۔ آپ کے سامنے اور اسمبلی کے سامنے میں نے۔ سلیم صاحب! یونین کونسل شینگر وہ علاقہ ہے۔ الیکشن کمپین کے دوران 2024ء میں جناب چیئرمین صاحب! candidate بہت سے کھڑے تھے۔ مَیں خود گیا وہاں، باقی candidates وہاں گئے بھی نہیں ہیں جناب چیئرمین صاحب! وہ ایسا علاقہ ہے۔ اِس دفعہ جب میں دس پندرہ دن کے بعد علاقے کے دورے پر گیا کہ میں نے کہا کہ عوام دیکھے کہ بھئی الیکشن کے ٹائم آ کے ووٹ لیا، الیکشن کے بعد ہمارے پاس نہیں آیا۔ حالانکہ وہ علاقہ save نہیں ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! سلیم صاحب آپ ہمارے بھائی ہیں وہ علاقہ save نہیں۔ وہاں حالت بہت خراب ہیں اور آپ کے پاکستان کے عوام وہاں پاکستانی سرزمین کیلئے پاکستان کیلئے اس علاقے کیلئے اِس مُلک کے لئے اُن لوگوں نے بے شمار قربانیاں دی ہیں جناب چیئرمین صاحب اور جناب سلیم صاحب! وہاں کی مائیں بہنیں بھی اس پاکستانی سرزمین کے لیے شہید بھی ہوئی ہیں۔ تو میں یہی کہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! روڈ وہاں ہوگی وہاں پھر علاقے میں آنا جانا آمد و رفت فعال ہوگا اور وہاں ایجوکیشن بھی ہوگی۔ ابھی آپ اندازہ لگائیں جناب اسپیکر صاحب! وہاں تقریباً تین چار camps بھی تھے ہماری آرمی کے تھے۔ تو اُس ٹائم آرمی کے camps سلیم صاحب علاقہ بالکل اپنے control میں تھا جب آرمی کے کیمپ چلی گئی تو علاقہ نو گو ہو گیا کوئی جانے کے لیے تیار نہیں ہے۔ آس پاس کے جتنے بندے ہیں میں جب وہاں visit کیا جناب اسپیکر صاحب! علاقے کے عوام نے کہا کہ بھئی اس حالت میں آپ آئے ہیں؟ میں نے کہا بھائی میں اس حالت میں آیا ہوں۔ اور جو بندہ مجھے شہید کرے گا۔

شہادت تو بہت ایک عظیم مرتبہ ہے۔ میں اس سرزمین سے اور یہاں سے ووٹ لے کے گیا ہوں اور وہاں واپسی آپ لوگوں کے پاس نہیں آؤں آپ لوگوں کے دکھ اور درد اور پریشانی محسوس نہیں کروں میں وہاں کوئٹہ میں بیٹھنے کے لیے اور اسمبلی میں اور ایم پی اے بن کے، یقین کریں۔ وہاں میں رہا۔ عوام بہت خوش ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا یہی آواز انشاء اللہ آپ لوگوں کی روڈ میں اسمبلی فورم میں اور قرارداد میں لاؤں گا انشاء اللہ مجھے امید ہے سی ایم بلوچستان صاحب اور ہمارے فنانس منسٹر یہاں نہیں ہیں سی اینڈ ڈبلیو منسٹر سے تعلق رکھتا ہے یہ قرارداد بڑی اہمیت کی حامل ہے آپ مہربانی کریں انشاء اللہ آپ سے یہی امید ہے اور اس آنے والے پی ایس ڈی پی میں رب العالمین نے زندگی دی یہ پروجیکٹ اب آپ شامل کریں اور آپکے دستِ مبارک سے ہونا ہے۔ کہ کم سے کم وہاں علاقے میں یہی ہو جائے کہ ہم نے قربانی پاکستان کے لیے دی ہمارے منسٹر سی اینڈ ڈبلیو صاحب آ کے اس کا افتتاح بھی کریں اور اس سکیم کو بھی شامل کیا۔ thank You۔

جناب چیئرمین: آیا جی جی سلیم صاحب۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): میں تھوڑی اس اقرارداد کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا بالکل میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ یہ پورا بلوچستان ہمارا ہے۔ ڈسٹرکٹ واشک بھی ہمارا ہی ہے۔ وہاں کے عوام کی بڑی تعداد ہے نمائندے ہیں زابد ریکی صاحب اور میں سمجھتا ہوں جتنا زابد ریکی صاحب نے، اُس سے پہلے بھی واشک میں ضرور کام ہوا ہوگا، لیکن انہوں نے جو پچھلے tenure میں یا بی بی نے جو خدمت کی ہے وہ قابل داد ہے۔ لیکن ایک بات سے میں تھوڑا سا آپ سے اتفاق نہیں رکھوں گا انہوں نے اپنی قرارداد کے اندر یہ لکھا ہے کہ واشک کو مطلب کہ اُس حد تک کام نہیں ہو رہے ہیں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ یا پسماندہ رکھا گیا ہے۔ میں اس سے متفق نہیں ہوں۔ واشک میں بہت سارے کام ہو رہے ہیں۔ پچھلے ادوار کے میں نے لسٹ دیکھی ہے تقریباً 25 روڈز تقریباً بن رہی ہیں، جن کی لاگت ڈھائی ارب ہے۔ یہ بھی credit آپ کو ہی جاتا ہے۔ آپ نے بڑی ہمت کی۔ واشک میں ایسا نہیں ہے کہ کام نہیں ہو رہے ہیں۔ زابد صاحب کی گفتگو سے ایسے لگ رہا ہے کہ واشک بہت پسماندہ ہے۔ اس طرح نہیں ہے پسماندہ ضرور ہوگا۔ کیونکہ ہماری زمینی لحاظ سے اگر districts کو دیکھا جائے تو دوسرے صوبوں سے مختلف ہیں اُن کی نوعیت بہت بڑے بڑے علاقے ہیں۔ اب چاغی کی ایک مثال لے لیں میں سمجھتا ہوں کہ KPK سے بھی بڑا distric ہے تو وہ مشکلات اپنی جگہ پر ضرور ہیں تو یہ بھی آپ اس طرح بھی نہ کہیں کہ وہاں کچھ ہو نہیں رہا ہے بہت کچھ ہو رہا ہے اس کا credit بھی آپ کو ہی جاتا ہے کہ آپ نے ہمت کی ہے وہاں خدمت ہو رہی ہے بالکل اس میں کوئی دو رائے نہیں۔ صرف واشک نہیں بہت سارے بلوچستان کے اضلاع ایسے ہیں جہاں کام کی بے انتہا ضرورت ہے، جہاں روڈ انفراسٹرکچر بھی نہیں ہے جہاں بلڈنگز کی بھی ضرورت ہے کہیں بجلی کی ضرورت ہے پسماندگی بہت ہے۔ بلوچستان میں

کام کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ وفاق اور صوبہ دونوں مل کر انشاءاللہ وتعالیٰ ہم اس صوبے کے وہ پسماندگی کو دور کرنے کیلئے کوشاں ہیں اب جس طرح مولانا صاحب نے فرمایا کہ (ن) کی حکومت شاید بلوچستان کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کر رہی ہے۔ (ن) کی حکومت میں آپ دیکھیں یہاں آپ کے صوبے کا روڈ انفراسٹرکچر سب سے زیادہ بہتر ہوا۔ مکران کی آپ مثال دیکھ لیں کوسٹل ہائی وے دیکھ لیں یہ سارے اُنہی کے دوران حکومت میں بنی ہیں۔ اگر پیپلز پارٹی کی بات کی جائے تو اٹھارہویں ترمیم پیپلز پارٹی نے دی ہے اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ اس وقت وفاق میں پیپلز پارٹی کے سپورٹ کے ساتھ (ن) وہاں حکومت کر رہی تھی، یہ دونوں خدمت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہ صوبہ ہمارا ہے۔ اس صوبہ کی جو محرومیاں ہیں، وہ دور کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ہم بھی اِنہیں عوام سے منتخب ہو کر آئے ہیں اور ہماری یہ ڈیوٹی ہے کہ اس صوبے کے اپنے حلقے کی overall بلوچستان کی پسماندگی کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرح کی قراردادوں کو ہم سپورٹ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بلوچستان کے جو دوسرے issues ہیں اُن پر بھی انشاءاللہ تعالیٰ ہم کوشش کریں گے۔ کہ مسئلے مسائل حل ہوں۔ جس طرح رحمت بلوچ صاحب نے بات کی بارڈر کے حوالے سے یا بہت سارے لوگوں نے بات کی جو بارڈر کے حوالے سے روزگار ہیں۔ یہ بھی بہت بڑا ایک issue اس صوبے کا ہے۔ لیکن اُس کے ساتھ ساتھ کچھ معاملات بھی اس طرح ہیں کہ اس کے لیے کوئی mechanism بنایا جائے۔ سی ایم صاحب سے آج صبح بھی ہماری ملاقات ہوئی تو بارڈر کے حوالے سے ہماری گپ شپ ہوئی۔ اور ہم نے کہا کہ آپ کی سربراہی میں آپ ہم سب اسلام آباد چلتے ہیں۔ یہ ہمارے، کیونکہ سو، دوسو ہزار لوگ نہیں ہیں۔ لاکھوں لوگوں کا روزگار اس کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ تو اُس کے لیے بھی ہم کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ تو اس طرح کا mechanism ہو کیونکہ بہت ساری چیزیں ہیں بارڈر سے آپ کی دہشتگردی بھی اس طرف سے ہوتی ہے ان چیزوں کو ہمیں دیکھنا پڑے گا۔ اِن معاملات کو سب کو ہمیں address کرنے کے بعد ہر کسی کی کوشش ہے ہر کسی کی خواہش ہے کہ اس صوبے کی جو بیروزگاری ہے وہ دور ہو۔ لیکن ہمارے کچھ دوست اگر پانی کا Issue ہو وہ اس طرح بات کرتے ہوئے جذباتی بھی ہو جاتے ہیں کہ ہمارے پڑھے لکھے نوجوان پہاڑوں پر جا رہے ہیں اس طرح بھی نہیں ہے ایسا بھی نہیں ہے۔ باقی پورا پاکستان سمجھتا ہے، کہ بلوچستان کے سارے لوگ خدانخواستہ دہشتگرد بننے جا رہے ہیں سب پہاڑوں پر جا رہے ہیں، اس طرح کے معاملات نہیں ہیں۔ بلوچستان میں ترقی بھی ہو رہی ہے ترقی کی ضرورت ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہاں کام کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ آپ اور ہم سب مل کر اس صوبے کے جو genuine issues ہیں ان کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اُن مسئلوں کو انشاءاللہ تعالیٰ آپ کے تعاون سے ہم کیونکہ یہ عوامی نوعیت کے معاملات ہیں، یہ کوئی میری ذات کے یا آپ کی ذات کے نہیں ہیں ہم بھی انہی عوام سے ہو کر آئے ہیں۔ ہم سے بھی عوام پوچھتے ہیں ہمارے عوام بھی

کہتے ہیں کہ جی ہمیں روڈوں کی ضرورت ہے۔ یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ میں اس قرارداد کو بالکل سپورٹ کرتا ہوں اور کوشش کریں گے جو آپ کے حلقے کے جو روڈ رہ گئے ہیں وہ next پی ایس ڈی پی میں include ہوں اور اسی طرح باقی صوبے کو بھی انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کریں گے کہ روڈ کے حوالے سے کم سے کم کچھ پریشانیاں دور ہوں اس صوبے کی۔ thank You.جی۔

میر زابد علی ریکی: مَیں آپ کا مشکور وممنون ہوں اُس نے یقین دہانی کروائی۔ اور الحمدللہ اس کے پیریڈ میں جو روڈوں کا نشاندہی کر رہے ہیں سلیم صاحب! بالکل الحمدللہ کام شروع ہے انشاء اللہ جب پایہ تکمیل تک پہنچ جائیں، انشاء اللہ سلیم صاحب وہ روڈوں کا بھی انشاء اللہ میں کہتا ہوں میری خواہش یہی ہے کہ آپ آجائیں۔ اپنے دستِ مبارک سے اس کا افتتاح کریں۔ thank you سر۔ یہ آہستہ آہستہ انشاء اللہ ترقی کرے گا اس طرح تو کیسے ہوگا۔

جناب چیئرمین: آیا قرارداد نمبر 30 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 30 منظور ہوئی۔

محترمہ اُم کلثوم نیاز بلوچ: برداشت۔۔۔

جناب چیئرمین: دیکھیں! آپ اُس وقت بات کرتی تو بہتر تھا چلیں آپ کو دو منٹ دے دیں گے۔

محترمہ اُم کلثوم نیاز بلوچ: نہیں.Well I was not expecting کہ اس male dominent اسمبلی میں وہ خواتین کو بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ آپ کا بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ ہم تقریباً ڈیڑھ گھنٹے سے انتظار میں ہیں کہ ہم اپنی بات سامنے رکھیں لیکن مرد جو حضرات ہیں، وہ ہمیں بات کرنے نہیں دیتی ہیں۔ سب سے پہلے تو میں اسلام آباد میں بلوچ قوم پرست راہنما اور ایک قوم پرست پارٹی کے سربراہ اور اُن کے کارکنوں کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے کی بھرپور الفاظ میں مذمت کرتی ہوں۔ اِس میں کوئی دورائے نہیں ایسے منفی اور اُوچھے ہتھکنڈوں سے سیاسی کارکنوں کی سیاسی، جمہوری اور وطنی جدوجہد وہ دبائی نہیں جاسکتی۔ بلکہ یہ ریاستی بوکھلاہٹ کا ایک ثبوت ہے۔ جناب چیئرمین! اِس بات میں کوئی دورائے نہیں کہ بلوچستان پاکستان کا امیر ترین صوبہ ہے چاہے ساحل کے حوالے سے ہو، چاہے وسائل کے حوالے سے ہو یا چاہے بیش بہا جو معدنیات کے ذخائر ہیں اُن کے حوالے سے ہوں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گزشتہ 77 سالوں سے اِن وسائل پر حق اور اِن وسائل کی تقسیم کے حوالے سے بلوچستان اور بلوچستان کے عوام کے ساتھ ایک تاریخی ناانصافی کی گئی ہے۔ اور اِس کی سب سے بڑی مثال اور دلیل سوئی گیس ہے۔ جناب چیئرمین! یہ 1952ء میں سوئی ڈیرہ بگٹی سوئی کے مقام سے گیس دریافت ہوئی۔ اور اُس کی ترسیل 1954ء کو ملک بھر میں ہوتی ہے لیکن بلوچستان میں نہیں ہوتی۔ اِسی کے ساتھ ساتھ 1952ء سے لیکر 1969ء تک Sui was the only field which is supplying gas to the Pakistan. اور پھر 80ء میں بلوچستان کے

ایک مخصوص علاقہ یعنی کوئٹہ کو گیس کی جو فراہمی ہے وہ کی گئی۔ اِس کے علاوہ جناب چیئرمین! بلوچستان کے عوام نے یا بلوچستان میں 60 کھرب سے زیادہ وہ سبسڈیز ادا کی ہے سوئی گیس کے حوالے سے۔ اَب تک 1955ء سے لیکر 2014ء تک لیکن بہت اَفسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اِن تمام تر اقدامات کے باوجود آج بھی بلوچستان کے عوام، آج بھی ڈیرہ بگٹی کی خواتین میلوں دُور سے لکڑیاں سَروں پر لاد کر جلانے پر مجبور ہیں۔ اور وہیں سوئی سے جو گیس نکل رہی ہے وہ لوگوں کے گھروں کے سامنے سے گزار کر اِسلام آباد کو فراہم کی جارہی ہے جناب چیئرمین! ہم نے ہمیشہ ایک دوستانہ تعلق قائم رکھنے کی کوشش کی لیکن اَفسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسلام آباد میں بیٹھے اِستحصالی قوتوں نے ہمیشہ بلوچستان کو مسخ شدہ لاشیں دیں، آنسو دیئے، محرومیاں دیں اور اِس بات میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ اِسلام آباد کی ترقی کا راستہ ہی بلوچستان سے نکلتا ہے۔ آپ دیکھیں بلوچستان کو 77 سالوں سے ایک تجربہ گاہ کی طرح وہ treat کیا گیا آپ چاغی میں جائیں دیکھیں ایٹمی دھماکہ کیا گیا۔ پاکستان کی ترقی کیلئے کیا گیا۔ لیکن آج بھی چاغی کی سرزمین وہ زرخیز نہیں ہوسکی۔ آج بھی وہاں کینسرزدہ بیماریوں سے وہ لوگ اُسمیں مبتلا ہیں۔ گوادر کی آپ مثال لیں۔ گوادر انٹرنیشنلی توجہ کا مرکز بن چُکا ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ جناب چیئرمین! آج بھی گوادر کے عوام وہ پینے کے پانی سے محروم ہیں۔ سینڈک کی مثال لیں آپ، ریکوڈک کی مثال لیں آپ، ہم نے ہمیشہ تعلقات اچھے رکھنے کی کوشش کی ہے لیکن ہمیشہ بدلے میں ہمیں اِستحصال ملا۔ جناب چیئرمین! ایک ریاست دو دستور کا جو فارمولہ ہے میں سمجھتی ہوں اُس سے بلوچستان میں کبھی ترقی نہیں آئیگی۔ اِس سے وہ جو gap ہے نوجوانوں کے بیچ اور ریاست کے بیچ، عوام کے بیچ اور ریاست کے بیچ، یہ gap مزید بڑھتا جائیگا۔ آج جن محرومیوں سے ہم گزر رہے ہیں پھر بھی سوال کیا جاتا ہے کہ بلوچستان کے نوجوان مایوس کیوں ہیں؟ پھر بھی یہ سوال کیا جاتا ہے کہ بلوچستان کے عوام وہ ریاست سے بیگانگی کا شکار کیوں ہے؟ یہ وہ وجوہات ہیں، یہ وہ اِستحصالی نظام ہے، یہ وہ ظلم ہیں، جس کی وجہ سے وہ جناب چیئرمین! بلوچستان کے عوام ریاست سے دُوری اختیار کرنے پر مجبور ہے۔ میری گزارش ہے حکومتی بنچز پر بیٹھے ہمارے اراکین سے کہ خدارا! اِس اِستحصال زدہ قوتوں کا وہ ساتھ نہ دیں۔ بلوچستان کے عوام کیلئے کچھ کریں۔ بلوچستان کے عوام کیلئے اِقدامات کریں۔ بلوچستان کے عوام کے ساتھ جو اِستحصال ہو رہا ہے اگر آپ اُس میں شریک ہوں گے تو میں سمجھتی ہوں کہ تاریخ آپ کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔ اور جناب چیئرمین! آخر میں یہی گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ کوئٹہ میں slack-season آرہا ہے۔ یہاں جو ٹمپریچر ہے وہ منفی دس، پندرہ سے بھی زیادہ نیچے گر جاتا ہے تو میری گزارش ہے کہ اِس بابت میں اِسمبلی ایک مشترکہ قرارداد پاس کرکے اُس کو وفاقی حکومت اور اُوگرا کو تحقیقات کیلئے بھیجے اور بلوچستان اِسمبلی خود ایک تحقیقاتی کمیشن بنائے اِس حوالے سے تاکہ سردیوں کے موسم میں at-least کوئٹہ کے عوام کو گیس کی فراہمی ہو۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین:　　جی محترمہ شاہدہ صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف:　　جناب چیئرمین! مَیں آپ کے توسط سے دوبارہ یہ remind کروانا چاہتی ہوں کہ ہمارے ہاؤس کا سب سے مین کام یہ ہے کہ ہم نے legislation کرنی ہے۔ میں بار بار اِس چیز کو remind کرواتی ہوں اور مجھے بہت معذورت کے ساتھ یہ الفاظ کہنے پڑتے ہیں کہ ہم اِسمیں بالکل بھی serious نہیں ہیں۔ آپ کے توسط سے حکومتی بینچز پر بیٹھے لوگوں سے یہ کہنا چاہوں گی کہ حکومت جو legislation کر رہی ہے وہ تو شاید پیچھے ہے۔ ہم as a private members بھی اگر کوئی Bill لے کے آتے ہیں اِس اِسمبلی میں تو چیئرمین صاحب! آپ یہ دیکھیں کہ میں نے ایک bill یہاں move کیا۔ The Balochistan merit functions private bill جس کو اسمبلی کے سیکرٹری صاحب نے 21 مئی کو سیکرٹریٹ کے اندر جمع کروایا ہے ابھی وہ تین ڈیپارٹمنٹس سے ہوتا ہوا، پہلے لوکل ڈیپارٹمنٹ میں تھا، اُس کے بعد لاء ڈیپارٹمنٹ میں گیا۔ اور اُس کے بعد وہ ہوم ڈیپارٹمنٹ میں چلا گیا۔ یعنی قانون سازی کرنے کیلئے ہمیں جتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں وہ کوئی money bill نہیں تھا جس کے اُوپر اِتنا بڑا کوئی قدغن لگایا جاتا۔ ڈیپارٹمنٹ نے اِتنی بھی زحمت نہیں کی کہ وہ اِس اِسمبلی کو in-writing کو کوئی بتا دیں کہ اِس bill کے اندر کیا ایسی چیزیں ہیں جن کو وہ follow نہیں کر سکتے۔ کیا ایسی چیزیں ہیں جو implement نہیں کر سکتے۔ تو میری آپ سے ریکوئسٹ ہے کہ آپ اِس چیئر پر بیٹھے ہوئے ہیں تو رولنگ دیجئے کہ وہ private member bill جو میں نے move کیا ہے اُس کے بارے میں اِسمبلی کو in-writing وہ ڈیپارٹمنٹ بتائے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین:　　جی بی بی! آپ کے اِس اہم مسئلے کے حل کیلئے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنی رپورٹ اِسمبلی میں پیش کرے تا کہ اِس bill کے بارے حتمی رائے قائم کی جاسکیں۔ جی محترم۔

سید ظفر علی آغا:　　اِس کوئٹہ شہر کیلئے بات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ہم سب کا شہر ہے۔ جناب چیئرمین! یہاں کوئٹہ میں آئے روز NLC کے جو ٹرالرز آتے ہیں، پورے ایئرپورٹ روڈ کو کراس کرتے ہوئے آتے ہیں NLC کے پاس۔ تو یہاں جو مین شاہراہیں ہیں ہماری ایئرپورٹ روڈ جسے کہا جاتا ہے۔ یہ آئے دن وہ ٹرالرز آتے ہیں جو ایران سے اور باقی ممالک سے سپرٹ اور پیٹرول لے کر آتے ہیں اور یہ بہت بڑا خطرناک عمل ہے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ رولنگ دیں اور NLC کے ڈیپارٹمنٹ کا جو ہیڈ ہے اُس کو آپ بُلا لیں تا کہ اُس کے ساتھ ہم بیٹھ سکیں۔ اِس میں دو باتیں ہیں جناب چیئرمین! یہ NLC کیلئے اِن لوگوں نے زمین مختص کر دی گئی۔ اگر یہاں سے اڈہ for example بس اڈہ شفٹ ہو سکتا ہے ہزار گنجی تو .Why not the NLC تو یہاں ممبرز حضرات بیٹھے ہوئے ہیں۔ بخت محمد صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارا اور منسٹر صاحب کا یہی راستہ ہے آپ جناب سے گزارش کرتا ہوں وزیر ٹرانسپورٹ

صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور یہاں اسفندیار صاحب ہیں تقریباً آٹھ، نو کا یہی راستہ ہے جو ہم استعمال کرتے ہیں۔ تو آپ جناب سے گزارش ہیں کہ رولنگ دیں اور اِس خطرناک ٹرالرز جو شہر کے اندر آرہے ہیں اِس سے کوئی حادثہ نہ ہو جائے، کوئی جانی نقصان نہ ہو جائے۔ آپ رولنگ دیں تاکہ اِس کو NLC کے ہیڈ کو بُلایا جائے اور اُس کے ساتھ ہم بیٹھ سکیں۔ سر! اِن کو زمین بھی دی گئی ہے۔ اِس کو شفٹ کرنے کیلئے مجھے نہیں پتہ کہ کونسی رکاوٹیں ہیں۔ آئے دن اُس دن بلاول صاحب آرہے تھے، جتک صاحب! آپ سے فرمارہا ہوں۔ اُس دن بلاول صاحب آرہے تھے وہاں NLC کے ساتھ جو سروے 144 ہے تو فاتحہ کیلئے آرہے تھے۔ اِس ٹرالرز کی وجہ سے وہ نہ آسکے۔ تو آئے روز یہ ٹرالرز کا مسئلہ ہے۔ ایس ایس پی ٹریفک، کمشنر کوئٹہ اور ڈی سی کوئٹہ بھی پریشان ہیں۔ جب بھی ہم فون کرتے ہیں یا پھر ویڈیوز بھیج دیتے ہیں کہ یہ روڈ بند ہے۔ آپ جناب سے گزارش ہے اِس میں ہمارا ساتھ دیں۔ یہ ہماری قومی یعنی یہ ہمارا شہر ہے۔ اور پھر یہ جو ایئرپورٹ روڈ ہے ہر وقت VIPs لوگ اِس کو استعمال کرتے ہیں۔ گزارش آپ سے یہ ہے کہ NLC کو زمین دے چُکے ہیں زمین ہے وہاں ویسٹرن بائی پاس پر زمین مختص ہو چکی ہے۔ صرف اِن لوگوں کو یہاں سے شفٹ کرنا ہے۔ تو آپ رولنگ دیں آپ جناب سے گزارش ہوگی۔

جناب چیئرمین: منسٹر پارلیمانی سیکرٹری ٹرانسپورٹ صاحب! آپ اِس کی وضاحت فرمائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ: نہیں، بات اُن کی صحیح ہے۔ جس طرح آغا صاحب نے جناب چیئرمین صاحب! فرمایا ہے بیشک یہ واقعی مسئلہ ہے مَیں خود حال ہی میں ہمارے بھائی انجینئر صاحب کے بیٹے کی شادی تھی۔ ہم لوگ بھی پھنس گئے تھے اور بہت زیادہ ٹرالرز وہاں کھڑے تھے۔ وہ ہم نے بھی دیکھے ہیں۔ اور انشاءاللہ اِس پر ہم بات کریں گے اِس کا مسئلہ حل ہوگا انشاءاللہ۔

جناب چیئرمین: جناب اِس سلسلے میں، آپ سُنیں آغا جان! ہم اِس سلسلے میں NLC کا جو یہاں کا ہیڈ ہے اُس کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے پلان کے بارے میں بتادیں جو اُن کو زمین دی گئی ہے وہ کب یہاں سے شفٹ ہوگی؟ تاکہ یہ پرابلم جو ہمارے کوئٹہ شہر کے شہریوں کو درپیش ہے اِس کا ازالہ ہو سکے۔ اُن کو رولنگ دے دی گئی اس کے بارے میں ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 28 اکتوبر 2024ء بوقت سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05 بجکر 07 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)